آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۹ — بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء — نمبر ۷

چندہ سالانہ — عوام سے عہ طلباء سے

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہز

اصلی ممیرا اور ممیرہ کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعفِ نظر کی عام شکایت ہے۔ مینے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کیلئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اسکے اصل ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصدیق فرمائی حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان طبی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپ کی تصدیق بے نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے ممیرا حاصل کرنیکے بعد مینے حضرت مولوی صاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضانِ چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخے آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب دیکر طیار کیئے ہیں اور اب فائدہ عام کیلئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں۔ اسلیئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے قیمت سرمہ اول قسم عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ فی تولہ۔ قیمت ممیرا قسم اول للعہ جسکو لوگ اڑھائی سو روپیہ فی تولہ فروخت کرتے ہیں۔ قسم دوم سے۔ اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لے لو۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم ودریاح دافع بواسیر جذام واستسقا وزردی رنگ وتنگی نفس ودق وشیخوخیت وفساد بلغم وقاتل کرمِ شکم مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل البول جریانِ منی وجنبت ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت فی تولہ

لنگیاں اور کلاہ :- ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید ماشی ریشمی سوتی شنری وغیرہ سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں عاصی ۲۵ عسہ تک۔

حمائل خورد روسی ہدیہ عہ اور شاہ رفیع الدین کا مترجم کلام اللہ چمڑے کی جلد قیمت عہ

المشتہر :- احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

نوٹ :- خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انبیائے عالم

سردار پریتم سنگھ صاحب ایم اے نے ایک قابل دید مضمون مذکورہ بالا عنوان پر گورو کل میگزین میں لکھا ہے۔ سردار صاحب موصوف کے خیالات قریباً قریباً ایسے ہی ہیں جیسا کہ ہم اکثر اس رسالہ میں روئے زمین کے انبیاء کے متعلق ظاہر کرتے رہے ہیں اور چونکہ یہ مضمون ایک تعلیم یافتہ سکھ سردار نے لکھا ہے ہم اس مضمون میں سے بہت سے اقتباسات یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قرآن شریف کی جو تعلیم دوسرے مذاہب کے متعلق ہے وہ ایسی معقول ہے کہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اُسکو قبول کریگا۔

اس مضمون کے لکھنے والا اپنے مضمون کی ابتدا میں انبیاءؑ کا شعراء اور فلاسفروں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "نبی میں وہ سب اچھی باتیں موجود ہوتی ہیں جو شاعر اور فلاسفر میں پائی جاتی ہیں۔ وہ دونوں کے درمیان ایک اوسط راہ پر چلتا ہے وہ الٰہی پیغمبر ہوتا ہے وہ ایک مشن یعنی پیغام لاتا ہے اسکو خدا کے ہاں سے حکم ملتا ہے اسکے الفاظ اگرچہ بظاہر نثر کی صورت میں ہوتے ہیں مگر وہ نظم کا اثر اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسکے فرمان اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر تاہم بڑے بڑے فلسفہ کے اصولوں کو اپنے اندر لئے ہوتے ہیں پیغمبر وہ حکم دیتا ہے جنکی اس زمانہ کے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے

اسکی تعلیم آسانی سے سمجھ آسکتی ہے اور اسکے احکام ایسے ہوتے ہیں جو سب کو ماننے پڑتے ہیں وہ فلاسفر کی طرح دقیق باتیں نہیں کرتا اور نہ ہی شاعر جیسے تصوّر باندھتا ہے وہ روزمرہ کی زندگی کے متعلق عملی قواعد بتاتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ان قواعد کی پابندی کیجاوے وہ احکام خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔"

پھر سردار صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ نبی کی شان فلاسفر یا شاعر کی حیثیت سے نہایت بالاتر ہوتی ہے اور اسکے ثبوت میں ایک ایسی معقول دلیل دیتے ہیں جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے کام کا اندازہ اس اثر سے ہوتا ہے جو کہ وہ لوگوں کے دلوں پر ڈالتا ہے اور جو اثر کہ انبیاءؑ کی تعلیم کا لوگوں پر پایا جاتا ہے اور جس اخلاص سے دنیا انبیاءؑ کی پیروی کرتی ہے اُس کا نام و نشان بھی فلسفی لوگوں یا شاعروں میں نہیں پایا جاتا۔ دنیا کو بحیثیت مجموعی دیکھا جاوے تو دنیا کے لوگ مفصلہ ذیل فرقوں میں منقسم پائے جاتے ہیں یعنی ہندو مسلمان عیسائی بُدھ مذہب کے پیرو زردشتی یہودی وغیرہ کیا دنیا میں کوئی ایسا فلاسفر بھی ہوا ہے جس نے دنیا میں کسی مذہب کی بنیاد ڈالی ہو اور دنیا اُسکی ایسی اتباع کرتی ہو جیسی کہ انبیاءؑ کی اتباع کرتی ہے۔ ان مذہبوں میں سے ہر ایک فرقہ میں ایک کتاب اور ایک مقدس بزرگ پایا جاتا ہے ہندوؤں کے پاس وید ہیں اور انکے رشی صاحبان کو الہام ہوا آخری زمانہ میں انکے پاس گیتا آئی جو کرشن علیہ السلام پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی مسلمانوں کے پاس قرآن شریف ہے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انکے پیغمبر ہیں عیسائیوں کے پاس بائبل ہے اور حضرت مسیحؑ انکے پیغمبر ہیں بُدھ مذہب کے لوگوں کے پاس تری پٹک ہے اور اُنکا پیشوا بُدھ ہے پارسیوں کے پاس انکی کتاب زندوستا ہے اور اُنکا نبی زردشت ہے اور یہودیوں کے پاس انکا عہدنامہ عتیق ہے اور انکے پیغمبر حضرت موسیٰؑ ہیں چینی لوگوں میں کنفیوشیس اور اسکے احکام ہیں۔

مسٹر پریتم سنگھ پھر مفصلہ ذیل اصول بیان کرتے ہیں۔ اوّل تمام مذہب

دراصل خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ دُوم۔ تمام انبیائؑ خدا کے رسول تھے۔ سوم جو کتابیں وہ لائے وہ خدائی الہام کے ذریعہ سے نازل ہوئیں۔

وہ مفصلہ ذیل دلیل سے ان مذکورہ بالا اصول کو ثابت کرتا ہے " ہم عام طور پر مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا انبیاء کے خدا کی طرف سے ہونے اور اُنکی کتابوں کے الہامی ہونے پر ایمان لاتی ہے اور یہ ایمان جو عام طور پر مشاہدہ کیا جاتا ہے مندرجہ بالا اصول کے سچا ہونیکے لیئے کافی دلیل ہے اور اگر اور ثبوت کی ضرورت ہو تو میں ایک اور ثبوت بھی پیش کرتا ہوں جو میرے لیئے موجب یقین کا ہوا ہے اور امید ہے کہ ناظرین کو بھی یقین دلانیوالا ہوگا۔ بنی نوع انسان ہمیشہ ترقی کرتے ہیں مختلف انسان مختلف طور سے سوچتے ہیں اور انسانوں کی جماعت کی بہبودی کیلیئے کوئی معیار قرار نہیں دیا جا سکتا جبتک کہ ان میں ایک ایسا انسان پیدا نہ ہو جو دوسروں سے ہر طرح بڑھ چڑھکر ہو ایسا آدمی دنیا کے لیئے کشتیبان یا ہادی ہوتا ہے انسان اس کی عزت کے لیئے اسکے آگے جھکتے ہیں اور لوگ اسکا حکم مانتے ہیں ایسا آدمی جماعت انسان کے لیئے کچھ قواعد مقرر کرتا ہے جس کی تعمیل ہر ایک فرد کرتا ہے اور یہ قواعد دنیاوی گورنمنٹ کے قانون کی طرح نہیں ہوتے جنپر حاکمان وقت جبر سے عملدرآمد کراتے ہیں بلکہ یہ قواعد ایسے ہوتے ہیں جنکی تعمیل ہر ایک فرد کو ضرور کرنی پڑتی ہے یہ قواعد چند صدیوں تک زیر عمل رہتے ہیں حتّٰی کہ افراد کی حالت بدل جاتی ہے اور ایک نیئے قواعد مقرر کرنیوالے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے پھر الٰہی قواعد کے مطابق ایک نیا مامور آتا ہے جو کہ گذشتہ نبیوں کے احکام کی تائید کرتا ہے مگر اُنکی شریعت میں ایک نئی رُوح پھونک دیتا ہے اور اُسپر ایک نیا رنگ چڑھاتا ہے۔ اور ان قواعد میں ضرورت وقت کے مطابق کچھ تبدیلیاں بھی کر دیتا ہے اس طرح سے وقتاً فوقتاً خدا کے نبی بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیئے آتے رہتے ہیں اور ضرورت وقت اور ضرورت مکانی کے مطابق وہ اپنی قوم کے سامنے ایک نئی تعلیم پیش کرتے ہیں گذشتہ زمانہ

...کی مذہبی تاریخ اس دستور کی شاہد ہے پانچ ہزار برس ہوئے کہ آریہ قوم کی ضرورت کے مطابق وید اُترے جب زمانہ بدل گیا اور آریہ قوم کے خیالات نے ترقی کی تو پھر بھاگوت گیتا کرشنؑ پر نازل ہوئی یہ کتاب ہندوؤں کے قدیمی علم ادب میں ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے، بھاگوت گیتا میں لکھا ہے کہ جب مذہب زوال پذیر ہو جاتا ہے اور لامذہبی ترقی کر جاتی ہے تو اُس وقت مَیں آتا ہوں اور دنیا میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں بھاگوت گیتا کی یہ عبارت میری بات کی تائید کرتی ہے (گیتا کی عبارت جو اوپر نقل کی گئی ہے وہ خدا کا کلام ہے جو کرشن پر نازل ہوا اسواسطے لفظ مَیں خدا کی طرف پھرتا ہے نہ کہ حضرت کرشن علیہ السلام کی طرف جو ایک انسان تھے جن کے ذریعہ سے خدا نے اپنے آپ کو دنیا میں ظاہر کیا جیسا کہ وہ دیگر انبیاءؑ کے ذریعہ اپنے آپ کو وقتاً فوقتاً دنیا پر ظاہر کرتا رہا ہے)

پھر فاضل مضمون نویس دنیا کے مذاہب کی موجودہ حالت کا خاکہ کھینچتا ہے ہندوؤں کے مذہب کی نسبت وہ لکھتا ہے کہ "ہندو مذہب کی صحیح تعریف کرنا ایک محال کام ہے کسی ہندو کو اسکے مذہب کے متعلق سوال کرو تو کوئی دو ہندو ایسی نہیں ملیں گے جنکا مذہب بالکل ایک ہی ہو۔ ہندو مذہب میں اس قدر تفرقہ اور تقسیم پیدا ہو گئی ہے کہ اب یہ عدم کے کنارے پر پہنچ گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اسکا فلسفا اعلیٰ درجہ کا ہو مگر جو کام ایک زندہ مذہب کا ہونا چاہیئے وہ کام اب ہندو مذہب پورا نہیں کر سکتا اور ایک عرصہ دراز سے اس نے اپنے فرائض کو ادا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اب یہ بوڑھا اور بے جان ہو گیا ہے اور اگرچہ اسکو زندہ رکھنے اور اسکو سہارا دینے کیلئے لوگوں نے بہت سی اصلاحی سوسائٹیاں قائم کر رکھی ہیں مگر پھر بھی وہ بڑھاپے کی وجہ سے مر رہا ہے اور ضروری تھا کہ اس قسم کا ایک سوشل مذہب مرورِ زمانہ کی وجہ سے موت کا مزہ چکھتا۔"

بُدھ مذہب کے متعلق مسٹر پریتم سنگھ صاحب لکھتے ہیں "اس مذہب کا سہارا ایک عالی شان انسان اور لاثانی نفس کشی پر ہے۔ ہندو مذہب پر جب زوال آچکا تھا اُسوقت خدا کی روح ازسرِنو بُدھ مذہب کی شکل میں نازل ہوئی اور اُس نے

دوبارہ ملک ہند میں صحیح اعتقادات کی بنیاد ڈالنی چاہی۔ اور اس ملک میں ذات پات کے سلسلہ کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہو گئے تھے اُنکو دُور کرنا چاہا۔ اُسوقت ویدوں کو ہندوؤں نے پڑھنا چھوڑ دیا تھا اور درحقیقت وہ اُس زمانہ کے مناسب حال بھی نہیں رہے تھے کیونکہ ہر ایک الہام ایک خاص زمانہ اور خاص ملک کیلئے ہوتا ہے اس لیئے ایک نئے مذہبی سلسلہ نے انکی جگہ لے لی۔ بُدھ مذہب کا سرعت کے ساتھ ہند اور گرد و نواح کے ممالک میں پھیلنا ایک تاریخی واقعہ ہے جس سے ہر ایک تاریخدان آگاہ ہے۔ اور ہند میں یہ پہلا مذہب تھا جس نے غیر قوموں کو اپنے اندر لینے کا اصول قائم کیا مگر آجکل بُدھ مذہب میں بھی اُسی طرح زوال واقعہ ہو گیا ہے جیسا کہ ہندو مذہب میں۔ اور اگرچہ بُدھ مذہب کی حالت ایسی ردّی نہیں جیسی کہ ہندو مذہب کی ہے اور بدھ مذہب کے عقائد کا وہ حال نہیں جو ہندو مذہب کے عقائد کا ہے تاہم اس مذہب سے بھی زندگی کی روح نکل چکی ہے اور اب چھلکا ہی چھلکا باقی رہ گیا ہے"

اسکے بعد سردار پریتم سنگھ زردشتی مت اور یہودی مذہب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "دنیا کے دو پرانے مذہبوں زردشتیت اور یہودیت کا بھی اب وہی حال ہے جو بُدھ مذہب اور ہندو دھرم کا ہو گیا ہے زردشت ایران کا ایک بزرگ نبی گذرا ہے۔ اُسکے احکام اور قوانین زندوستا کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں کئی صدیوں تک یہ ایرانیوں کا مذہب رہا۔ اور اب یہ بھی پُرانا ہو گیا ہے۔ پرانے سے میری یہ مراد نہیں کہ مذہب کے اصول اور راستیاں تغیر پذیر ہیں بلکہ اس سے میری یہ مراد ہے کہ اس مذہب کے قواعد اور ضوابط صرف ایک خاص زمانہ اور خاص قوم کیلیئے تھے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی لہر کے آگے اس مذہب کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسیح سے چھ سو سال بعد ایران نے مذہب اسلام کو قبول کیا۔ ایران بھی ہمارے آریہ ورت کی طرح ایک پُرانی تہذیب کا مرکز تھا اور جیسا کہ اُنکی تہذیب ہماری تہذیب کی طرح قدیم تھی ایسا ہی اُنکا مذہب بھی ہمارے مذہب کی طرح قدیم تھا۔

اور جیسا کہ ہر ایک سوشل سلسلہ مرور زمانہ کی وجہ سے زوال پذیر اور بگڑا ہوا ہوتا ہے یہی حال زردشت کے مذہب کا ہوا۔ یہودیوں کے پاس بھی ایک ضابطہ قوانین تھا اور حضرت موسیٰؑ انکے نبی صاحب شریعت تھے۔ اسرائیل کے بیٹے ایک دفعہ روئے زمین کی قوموں میں سب سے زیادہ زبردست قوم تھے۔ مگر جس روحانی لہر کو حضرت موسیٰؑ نے چلایا تھا آخر اُس نے اپنا زور کھو دیا اور پیشتر اسکے کہ مسیحی مذہب ظاہر ہو یہود دنیا میں منتشر ہو چکے تھے اور وہ گھٹتے گئے گھٹتے گئے یہاں تک کہ اب بہت تھوڑے یہودی پائے جاتے ہیں جو ایک پرانے بوسیدہ مذہب کے پیرو ہیں اور یہ مذہب آجکل کے حالات کیلئے ہرگز موزون نہیں۔"

یہودی مذہب کے بعد سردار صاحب موصوف مسیحی مذہب کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ "وہ نصایح اور تعلیم جو مسیحؑ دنیا میں لایا وہ چند صدیوں تک تو افراد قوم کیلئے موجب رہنمائی ہوئے۔ پھر اُسکے بعد عرب کی سرزمین میں ایک نبیؐ پیدا ہوا جس نے اپنی قوم یعنی اہل عرب میں ایک معجزانہ تغیر پیدا کرکے دنیا کو عجائبات کا مشاہدہ کرایا۔" مسیحی مذہب کی موجودہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے سردار صاحب لکھتے ہیں کہ "جسم تو موجود ہے مگر جسم میں سے روح پرواز کر گئی ہے۔"

اسکے بعد سردار پریتم سنگھ صاحب اُس اعتراض کا ذب کرتے ہیں جو اکثر مسیحی صاحبان اور بہت سے ہنود خصوصاً پنجاب کا فرقہ آریہ سماجیوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ سچے نبی نہیں تھے۔ سردار صاحب موصوف لکھتے ہیں "میں ایک لمحہ کیلئے بھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ .... نبی جھوٹا ہو یا اُسکی زبان پر کچھ اور اُسکے دل میں کچھ اور ہو۔ وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ لوگ اُسکا مقابلہ کرتے ہیں اور اُسکو طرح طرح کے دکھ دیتے ہیں مگر وہ اپنے کام میں ثابت قدم رہتا ہے اور آخر کار کامیاب ہوکر رہتا ہے۔ کیا تم مجھے اس بات کا

یقین دلا سکتے ہو کہ ۳۰ کروڑ مسلمان جو آج قرآن مجید کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سچا ایمان رکھتے تھے وہ تمام ایسے لوگ تھے جنھوں نے ایک جھوٹی بات پر اپنے ایمانوں کو جمایا۔ آپ کے احکام پر آج ایک دنیا اپنا سر جھکاتی ہے اور گذشتہ تیرہ ۱۳ سو سال سے مومنین کم از کم دن میں پانچ دفعہ محمد رسول اللہ کا نام مبارک اپنی زبانوں پر جاری رکھتے ہیں۔ میرے مہربانو! مجھے بتلاؤ کہ یہ طاقت یہ قوت کہاں سے آئی کیا یہ جو تم دیکھتے ہو الٰہی طاقت نہیں ہے؟ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ الٰہی نصرت کے بغیر یہ طاقت پیدا ہو سکے۔"

اسکے بعد سردار صاحب اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک نبی آیا مگر انہوں نے صراحت کے ساتھ اس نبی کا نام بیان نہیں فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں "بالآخر ہمارے زمانہ میں بھی ایک نبی پیدا ہوا اور اُسکی تعلیم کے لیئے یہ امر مقدر ہے کہ اس عظیم الشان زمانہ کے لوگ اُس سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کریں گے۔"

اگرچہ سردار صاحب نے بالصراحت اس موجودہ زمانہ کے نبی کا نام نہیں لیا مگر اُن کے مضمون پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا اشارہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعود کی طرف ہے کیونکہ جو کیفیت سردار صاحب ایک سچے نبی کی بیان کرتے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بالکل چسپاں ہوتی ہے۔ سردار صاحب سچے نبی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بڑے وثوق اور قوت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ مَیں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں اور دنیا اُسکے مقابل میں مخالفت کا ایک جوش دکھلاتی ہے اور اُسکو نابود کرنا چاہتی ہے مگر وہ بڑے عزم اور استقامت کے ساتھ اپنی بات پر قائم رہتا ہے آخرکار وہ کامیاب ہوتا ہے اور اُس کے دشمنوں کی ساری کوشش بے فائدہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ بیان اس زمانہ میں صرف

حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل اور اتم طور پر صادق آتا ہے۔ اس زمانہ میں جسقدر لوگ اصلاح کے لیئے اُٹھے ہیں۔ اُن میں سے ایک احمدؑ ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیائؑ میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیائؑ کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمدؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اُسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشتؑ ایک نبی تھا۔ اگر بدھؑ اور کرشنؑ نبی تھے اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً بیقیناً احمدؑ بھی ایک نبی ہے کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زردشتؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی فداہ ابی و اُمّی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ آپ نے اپنا ابتدائی زمانہ دیگر انبیائؑ کی طرح خلوت اور عبادت الٰہی میں بسر کیا۔ اور آپ اس عرصہ میں دنیا کے لوگوں سے الگ رہے۔ آپ نے دیکھا کہ دنیا کس طرح کے ظلمات میں پھنسی ہے۔ اور آپ کا دل یہ نظارہ دیکھکر غم و حزن سے بھر گیا۔ اور آپ نے خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر دعائیں کیں کہ حق کی روشنی دنیا پر پھر چمکے۔ ان خلوت کے ایام میں وحی الٰہی آپ پر نازل ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے آپ سے اُسی طرح کلام کیا اور آپ سے اُسی رنگ میں بولا جس طرح اور جس رنگ میں وہ گذشتہ نبیوں سے بولا اور اُن سے کلام کیا۔ خدائے تعالیٰ نے غیب کی عجیب در عجیب خبریں آپ پر ظاہر کیں اور جن باتوں کی آپ کو بذریعہ وحی الٰہی خبر دی گئی جب وہ سب کی سب اُسی طرح پوری ہوئیں تو آپ کو یقین ہوا کہ جس آواز کو آپ نے سنا تھا وہ خدا کی آواز تھی اور جو کلام آپ کے کانوں میں ڈالا گیا تھا وہ اُسی خدا کا کلام تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی اور جس نے حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید جیسی بے نظیر کتاب اُتاری

ہر ایک نئے کلام کے بعد آپ کا یقین بڑھا اور اُس ذو العرش رب نے آپ پر اُسی طرح تجلی کی جس طرح کہ اُس نے پہلے انبیاء پر اپنے تئیں ظاہر کیا تھا۔ آخر خدائے تعالیٰ نے آپ کو امر کیا کہ خلوت سے باہر نکل کر روئے زمین کی قوموں کے سامنے نبوت کرو جیسے کہ پہلے نبیوں نے نبوت کی۔ آپ نے خدائے تعالیٰ سے خبر پاکر اس امر کا اعلان کیا کہ میں وہ آخری زمانہ کا موعود ہوں جسکی مختلف ملکوں کے تمام عظیم الشان نبیوں نے خبر دی اور صرف دعویٰ ہی نہ کیا بلکہ خدائے تعالیٰ نے آپکے دعویٰ کی تائید میں بے شمار زبردست نشان دکھلائے۔ جب آپ بالکل تنہائی اور گمنامی کی زندگی ایک گمنام گاؤں میں بسر کر رہے تھے اُس وقت خدائے تعالیٰ کا کلام آپ پر نازل ہوا اور خدائے تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی کہ دنیا کے گوشوں تک میں تیرے نام کو عزت کے ساتھ شہرت دونگا۔ اور دُور دراز رستوں سے جوق در جوق لوگ تیرے پاس چلکر آئیں گے یہانتک کہ قریب ہے کہ وہ اپنی کثرت کی وجہ سے تجھے تھکا دیں۔ اُسکے دعویٰ کو سُنکر دنیا چونک اُٹھی خصوصًا مسلمان جو ایک عرصہ دراز سے یہ یقین کر چکے تھے کہ آیندہ کوئی ایسا شخص مسلمانوں میں سے پیدا نہیں ہوگا جسپر خدائے تعالیٰ وہی انعام نازل کرے جو اُس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیئے۔ سخت تیزی کے ساتھ ہر ایک طرف سے مخالفت کا جوش اُٹھا۔ مگر آپ استقامت سے اپنے کام میں مصروف رہے یہانتک کہ خدائے تعالیٰ کی نصرت نے آپ کو کامیابی کا تاج پہنایا۔ آپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں کئی واقعات کی قبل از وقت خدائے تعالیٰ سے آگاہی پاکر خبر دی اور اُن واقعات نے پورا ہوکر اس بات کی شہادت دی کہ جو کلام آپکے مُنہ سے نکلتا ہے وہ آپ کی بناوٹ نہیں بلکہ وہ خدائے تعالیٰ کی وحی ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ کئی صدیوں کے بعد دنیا نے آپکے ذریعہ خدائے تعالیٰ کا تازہ کلام اپنے کانوں سے سنا۔ میں آپ کی پیشگوئیوں کی عظمت ظاہر کرنیکے لیئے دو تین مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ایک یا دس یا سو یا ہزار لوگوں نے

نہیں بلکہ کُل دنیا کے لوگوں نے خدائے تعالیٰ کے اُس کلام کی سچائی کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے جو ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ پر نازل ہوا۔ اُس تاریخ کو خدائے تعالیٰ کا زبردست کلام آپ پر اُترا اور اُس نے یہ عجیب و غریب خبر دی کہ عنقریب ایران کے شاہ کج کلاہ کے ایوان میں ایک زلزلہ آنیوالا ہے جو اُسکی جڑھوں کو ہلا دے گا۔ اُس الہام الٰہی کے الفاظ یہ ہیں "تزلزل در ایوان کسرے فتاد" جسکے معنے ہیں کہ کسرے شاہ ایران کے محل میں ایک ہل چل پڑنے والی ہے۔ یہ الہام اُسوقت نازل ہوا جبکہ ایران کا شہنشاہ بڑے امن کے ساتھ اپنے آبائی تخت پر بیٹھکر ایران کی قدیم سلطنت پر حکمرانی کر رہا تھا اور اُس کبھی نہ بھولنے والے حادثہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا جس نے تھوڑے دن ہوئے کہ اُسکے تخت کو ایسا ہلا دیا اور اُسکے ایوان میں ایسی ہل چل ڈالدی کہ شہنشاہ کو اُس کے تخت سے نیچے گرا دیا اور بادشاہ مکرم کو اپنے محلوں سے بھاگنا پڑا۔ دیکھو یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے اور کیسے چونکا دینے والے رنگ میں پوری ہوئی اور ایسی صفائی سے اس نے اپنے سچا ہونیکی گواہی پیش کی ہے کہ کسی شخص کو انکار کی کچھ بھی گنجائش نہیں رہی۔

اسی طرح بہت عرصہ قبل اسکے کہ ملک میں طاعون نمودار ہو آپنے پیشگوئی فرمائی کہ ایک خوفناک وبا ملک میں ظاہر ہوگی اور اُسکے بعد آپنے پنجاب کے شہروں۔ قصبوں اور دیہات میں بذریعہ اشتہار لوگوں کو آنیوالی طاعون سے متنبہ کیا۔ آپنے لکھا کہ مَیں نے فرشتوں کو پنجاب کے شہروں اور دیہات میں طاعون کے بد شکل پودے لگاتے ہوئے دیکھا ہے اور اس عذاب الٰہی سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ توبہ۔ زاری اور خدا کے حضور عاجزی کے ساتھ گڑ گڑانا ہے۔ مگر بجائے اسکے کہ آپکے اس اعلان سے فائدہ اُٹھایا جاتا اُلٹا ہنسی اور ٹھٹھے سے کام لیا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جس تیزی اور شدت کے ساتھ طاعون نے پنجاب کو تباہ کیا اس کی نظیر ملک ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں نہیں پائی جاتی۔

پھر آپنے پیشگوئی فرمائی کہ ایک "زلزلہ کا دھکا" آنیوالا ہے اور ساتھ ہی یہ الہام شائع کیا کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا یعنی ایک ایسی آفت آنیوالی ہے جو مکانات کو زمین کے ساتھ ملادیگی خواہ وہ مکانات عارضی رہائش کے ہوں یا مستقل رہائش کے۔ چنانچہ ان الہامات کے شائع ہونیکے بعد جلدی ہی ایک زلزلہ کا دھکا ملک پنجاب میں آیا جو ایسا سخت تھا کہ طرفۃ العین میں ایک سرسبز سرزمین کھنڈرات کا ویرانہ ہوگئی اور ان گرنیوالے مکانات نے بلند آواز کے ساتھ اُس الہام کے سچا ہونے کی گواہی دی جو قادیان سے تھوڑا عرصہ پہلے شائع کیا گیا تھا۔ مگر آپنے پھر فرمایا کہ یہ زلزلہ کا دھکا تو صرف ایک پیش خیمہ ہے بہت سے خوفناک زلزلوں کے لیئے جو دنیا کے کسی ایک حصہ میں نہیں بلکہ مختلف حصوں میں عنقریب آنیوالے ہیں اور وہ زلزلے قیامت کا نمونہ ہونگے اور بعض اُنمیں ایسے شدید ہونگے کہ دنیا کی تاریخ میں اُن کی نظیر نہیں ملے گی چنانچہ ایسے زلزلے آئے اور اُنہوں نے اس کرۂ ارض کے بہت سے حصوں کو تہ وبالا کیا اور جیسا کہ اُس نداکرنیوالے نے آسمانی وحی سے خبر پاکر ڈنکے کی چوٹ سے دنیا کے کونوں تک اس خبر کو پہنچایا تھا وہ ایسے شدید زلزلے تھے کہ دنیا پکار اُٹھی کہ واقعی یہ ایسے زلزلے ہیں کہ تاریخ عالم کے صفحوں میں ان زلزلوں کی نظیر نہیں پائی جاتی بلکہ یہ بھی تسلیم کیا کہ امید نہیں کہ پھر دنیا میں کبھی ایسے سخت زلزلے واقع ہوں۔ پس خدائے تعالیٰ کا کلام جیسے زور سے شائع کیا گیا تھا اُسی زور سے وہ پورا ہوا تا دنیا کو معلوم ہو کہ دنیا میں ایک نذیر آیا ہے اور یہ کہ آج وہ زمانہ ہے کہ خدا آسمان سے بول رہا ہے۔ الغرض احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور تصدیق میں خدائے تعالیٰ نے زبردست نشان دکھلائے اور ابھی ان نشانوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔ ابھی دنیا بہت سے اور نشانات کا مشاہدہ کرے گی اور خدائے تعالیٰ بس نہیں کرے گا جب تک کہ وہ ساری باتیں پوری نہ ہولیں جو انبیاءؑ کے صحیفوں اور خود احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں قبل از وقت

بیان کی گئی ہیں۔

الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا اُس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اُسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیائؑ کے نام سے ممتاز ہے اور چونکہ جن خیالات کا سردار پریتم سنگھ صاحب نے اظہار فرمایا ہے وہ اُن بیانات سے بہت مشابہ ہیں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جس نبیؐ کو اُنہوں نے موجودہ زمانہ کا نبیؐ کرکے پکارا ہے اُس سے اُن کی مراد حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ اُنہوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ نہیں کیا پھر بھی اس بات میں کچھ شک نہیں کہ جو کچھ اُنہوں نے ایک سچے نبی کی شناخت کے متعلق لکھا ہے وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا صادق آتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصول پر خود کاربند ہوں تو اُنکو اس امر کے ماننے سے ہرگز چارہ نہ ہوگا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں۔ اور اُسی زمرہ میں سے ہیں جن کو انبیائؑ اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

مسٹر پریتم سنگھ صاحب کی ایک بات کسی قدر تصحیح کے لائق ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایک الہامی کتاب مختص الزمان اور مختص المکان ہوتی ہے ہمیں اس امر کے ماننے سے انکار نہیں کہ گذشتہ زمانہ میں خداوند تعالیٰ ایسی الہامی کتابیں نازل کرتا رہا جو صرف ایک خاص ملک اور خاص زمانہ کے لیئے تھیں اور وہ کتابیں کل دنیا کے لیئے اور کل زمانوں کیلیئے نازل نہیں ہوئی تھیں۔ مگر ہم اس بات کے ماننے کیلیئے تیار نہیں کہ یہی طریق آیندہ بھی جاری رہے گا۔ گذشتہ زمانہ اور موجودہ زمانہ میں ایک عظیم الشان فرق ہے۔ پہلے دنیا کی حالت اس قسم کی تھی کہ ایک ملک کے لوگ دوسرے ممالک کے لوگوں سے بالکل الگ تھے اور

اُنہیں باہمی تعلقات اور آمد ورفت کے ذرائع یا تو بالکل معدوم تھے یا بہت محدود تھے۔ مثلاً ہند کے لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ عرب میں کیا ہو رہا ہے اور شام کے باشندوں کو چین کے حالات سے خبر نہ تھی۔ ہر ایک قوم اپنے اپنے دائرہ میں محدود تھی۔ اسلیئے ایسے حالات کے ماتحت یہ ممکن نہ تھا کہ اُس زمانہ میں کل دنیا کے لیئے ایک ہی نبی مبعوث ہوتا اور ایک ہی کتاب نازل ہوتی۔ اس لیئے مختلف ممالک میں مختلف نبی پیدا ہوئے۔ اور جو تعلیم وہ لائے وہ اُنکی قوم کے خاص حالات کے مطابق تھی۔ اُن نبیوں نے اُنہی بدیوں کو دُور کرنے کی کوشش کی جو اُن کی قوم میں پائی جاتی تھیں اور اُنکے مناسب حال اُنکو تعلیم دی۔ اُنکی تعلیم اُنکی اپنی قوم کی حالت کے مطابق تھی اور اُسی قوم کی تربیت اُنکو منظور تھی اسلیئے اُسی قوم کی استعداد اور حالت کے مطابق اُنہوں نے تعلیم دی مثلاً ملک ہند میں جب حضرت بُدھ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو اُسوقت ایک بڑی بدی جو ہندوؤں میں پائی جاتی تھی وہ ذات پات کا فرق تھا ایک قوم اپنے تئیں خدا کا برگزیدہ اور خدا کا نائب یقین کرتی تھی اور دوسری قوموں کو ناحق ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ اور طرح طرح کے حقوق سے اُنکو محروم رکھا جاتا تھا۔ اسلیئے جب حضرت بُدھ علیہ السلام نبی ہو کر ملک ہند میں ظاہر ہوئے تو اُنہوں نے اس بات پر زور دیا کہ نجات کسی خاص قوم کے لیئے مخصوص نہیں بلکہ سب انسان برابر ہیں اور ہر ایک اسی طرح نجات اور رضائے الٰہی کو حاصل کر سکتا ہے جس طرح کہ دوسری قوموں کے لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ نجات کے حاصل کرنے میں برہمن اور شودر میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو اُنکی قوم فرعون کی غلامی میں رہنے کی وجہ سے بہت سخت دل اور کمینہ ہو گئی تھی اور انصاف اور عدل کے قواعد سے بالکل بے بہرہ تھی اسلیئے حضرت موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کی شریعت میں عدل اور انصاف پر بہت زور دیا گیا۔ لیکن جب حضرت مسیح علیہ السلام کا وقت آیا تو اسوقت اُن میں انتقام کی صفت حد سے بڑھ گئی

تھی اسلیئے آپ نے رحم اور درگذر پر زور دیا غرض ہر ایک نبیؐ کو چونکہ اپنی ہی قوم کی اصلاح منظور تھی اسلیئے اُس نے اُسی قوم کی حالت کو مدّ نظر رکھکر تعلیم دی۔ جو بدی اُسکو اپنی قوم میں نظر آئی اُسی کی اصلاح پر اُسنے زور دیا اور اپنی تعلیم میں اپنی قوم کی خاص ضروریات کو خصوصیت کے ساتھ مدّ نظر رکھا۔ جیسا کہ تربیت کے قواعد کا مقتضی ہے۔ اور جب اُس نبی کے بعد اُس قوم میں نئی بدیاں پیدا ہو گئیں جنکا علاج اُس نبی کی تعلیم میں نہیں پایا جاتا تھا تو خدائے تعالیٰ نے اُن نئی بدیوں کے دُور کرنے کے لیئے ایک نیا مصلح کھڑا کیا۔

مگر اُس زمانہ میں جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے دنیا کے حالات بدل رہے تھے۔ اُسوقت وہ دیواریں جنہوں نے ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ممالک کے باشندوں سے علیحدہ کر رکھا تھا ٹوٹنی شروع ہو گئی تھیں اور قوموں کی باہمی اجنبیت دُور ہونی شروع ہو گئی تھی اور آپسمیں اُنکے تعلقات اور آمد و رفت کے وسائل بڑھنے شروع ہو گئے تھے اور وہ زمانہ بالکل قریب آگیا تھا کہ کل دنیا ایک ملک کی طرح ہو جاوے۔ اُسوقت خدائے واحد نے جو کُل دنیا کا ایک ہی خدا ہے یہ چاہا کہ اب کل دنیا کے لیئے ایک ہی نبی مبعوث ہو اور ایک ہی کتاب نازل ہو تا جیسا خدا ایک ہے ایسا ہی کُل دنیا کے لیئے ایک ہی نبی ہو اور کُل بنی نوع انسان کے لیئے ایک ہی کتاب ہو۔ کیونکہ اب دنیا کی قومیں ایک ہو رہی تھیں اور اُن سب کی طرف ایک نبی بھیجنے اور ایک کتاب نازل کرنیکا وقت آگیا تھا تب خدائے تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کو کل دنیا کے لیئے ایک نبی بنا کر بھیجا اور آپ کو ایک کامل کتاب عطا کی جس میں نوع انسان کی تمام ضروریات کے لیئے سامان جمع کیا گیا۔ اب کوئی بیماری نہیں جسکا علاج قرآن مجید میں نہ ہو اور کوئی بدی نہیں جسکی اصلاح کا سامان قرآن شریف میں مہیّا نہ ہو۔ یہ کتاب کل بنی نوع انسان کے لیئے تھی اسلیئے اسکو تمام ہدایتوں کا جامع بنایا گیا تاکہ اسکے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہ رہے۔ پس یہ کامل کتاب اب کل

زمانوں کیلیئے ہدایت اور نور اور شفا ہے۔ اور وہ کامل نبی جسکو خدائے تعالیٰ خاتم النبیین کرکے پکارتا ہے کُل زمانوں کے لیئے اور کُل قوموں کے لیئے ایک ہی نبی ہے۔

اور یہ کامل نبی اور یہ کامل کتاب عین وقت پر ظاہر ہوئے۔ نہ صرف اُس وقت ایک ایسے زمانہ کا آغاز ہوگیا تھا جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ ایک قوم بننے والے تھے بلکہ وہ زمانہ اپنی مذہبی اور اخلاقی ابتری کی وجہ سے ایک مصلح کے وجود کو طلب کر رہا تھا۔ اُس زمانہ کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسی قوم اور کوئی ایسی بستی اور کوئی ایسا مذہب اور کوئی ایسا ملک نہ تھا جو بگڑ نہ چکا ہو۔ اُسوقت سب سے تازہ مذہب مسیحیوں کا مذہب تھا مگر آجکل کے مسیحی خود اس بات کا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ اُسوقت اس مذہب میں بھی سخت بگاڑ اور نہایت درجہ کا فساد پڑ چکا تھا غرض اُسوقت دنیا کی حالت بزبان حال ایک عظیم الشان اور جلیل القدر مصلح کے وجود کیلیئے پکار رہی تھی۔ اُسوقت کی حالت کا خود قرآن کریم نقشہ کھینچتا ہے۔ وہ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ* خشکی اور تری یعنی کُل قوموں میں فساد اور بگاڑ زور اور غلبہ میں ہے۔ پس اسوقت خدائے تعالیٰ کے قانون کے مطابق ایک بڑے نبی کی ضرورت تھی اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسوقت ایسا زمانہ آگیا تھا کہ کُل دنیا کیلیئے ایک ہی نبی ہو اور ایک ہی شریعت ہو اور ایک ہی کتاب ہو۔ پس اُسوقت خدائے تعالیٰ نے عرب کی سرزمین میں جو ہر ایک بدی کا مرکز بنی تھی ایک نبی پیدا کیا اور اُسکو حکم ہوا کہ وہ لوگوں کو یہ پکار کر سنا دے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا* کہہ کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اور جیسا کہ اس نبی (علیہ الف الف صلوٰۃ) نے کُل دنیا کے لیئے رسول ہونیکا اعلان کیا۔ ایسا ہی اُس کتاب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں تمام گذشتہ دینوں کو جو اب بگڑ چکے ہیں منسوخ کرنے

* روم - * اعراف

کے لیئے اور کُل دنیا کے لیئے ایک ہی شریعت لیکر آئی ہوں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام پہلے دینوں پر غالب کرے۔

ناظرین! یہ غور کا مقام ہے کہ دنیا کے تمام نبیوں میں ایک ہی نبی ہے جس نے کُل دنیا کے لیئے رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور دنیا کی تمام الہامی کتابوں میں ایک ہی کتاب قرآن مجید ہے جو کُل دنیا کیلیئے ایک کامل شریعت لانے اور دوسرے دینوں کو منسوخ کرنیکا دعویٰ کرتی ہے۔ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے نبیؑ اور پہلی کتابیں خاص خاص قوموں اور خاص زمانوں کے لیئے تھیں اسی لیئے اُنہوں نے دوسری قوموں کو مخاطب نہیں کیا اور نہ ہی یہ دعویٰ کیا کہ ہم کُل دنیا کے لیئے نازل ہوئے ہیں مگر چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برخلاف گذشتہ انبیاءؑ کے کُل دنیا کے لیئے نبی ہو کر آئے تھے اسلیئے اُنکو حکم ہوا کہ وہ اپنا کُل دنیا کیلیئے رسول ہو کر آنا ظاہر کردیں۔ اور چونکہ قرآن مجید برخلاف پہلی کتابوں کے ایک ایسی شریعت لیکر آیا جو کُل زمانوں اور کُل قوموں کیلیئے ایک ہی کامل شریعت ہے، اسلیئے قرآن شریف نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ پہلے دینوں کو منسوخ کرنے کیلیئے اور ایک کامل شریعت قائم کرنے کیلیئے آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب سے آخری نبی حضرت مسیح علیہ السلام تھے مگر انہوں نے دوسری قوموں کو مخاطب نہیں کیا بلکہ جب دوسری قوموں میں سے کسی ایک نے آپ سے برکت حاصل کرنی چاہی تو اسکو جھڑک دیا اور کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلیئے آیا ہوں مجھے کسی دوسرے سے سروکار نہیں۔ دیکھو متی ۱۵ باب ۲۴ ورس۔ اور جب ایک غیر قوم کی عورت نے آپ سے برکت حاصل کرنے پر بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں بچوں (یعنے بنی اسرائیل) کی روٹی کتّوں (یعنے غیر اقوام) کے آگے ڈالوں۔ دیکھو متی باب ۱۵۔ ورس ۲۶۔ ایسا ہی جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے

حواریوں کو ملک میں پھر کر وعظ کرنے کا حکم دیا تو انکو یہ ہدایت دی کہ صرف اسرائیل کی بھیڑوں سے سروکار رکھیں۔ غیر قوموں سے دُور رہیں مگر برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم نے تجھے کُل عالمین کے لیئے رحمت کرکے بھیجا ہے۔ اس وسعت کا حضرت مسیح علیہ السلام کی تنگی سے مقابلہ کرو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو قطعاً اس بات سے انکار کیا کہ وہ بنی اسرائیل کے سوا کسی اور کو اپنے فیض سے بہرہ ور کریں بلکہ بنی اسرائیل کو تو اپنے بچوں سے مشابہت دی اور غیروں کو کُتّے کرکے پکارا اسکے مقابل میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کُل عالمین کے لیئے رحمت ہیں اور ساری دنیا اور دنیا کی ساری آنیوالی نسلیں آپکے لیئے بچوں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب اور زیادہ عزیز۔ کیونکہ آپ سب کے لیئے سراسر رحمت ہیں۔

اسی طرح انجیل جو آسمانی کتب میں قرآن مجید سے پہلے سب سے آخری کتاب ہے اپنے ناقص ہونے کی خود ہی گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ یوحنا کی انجیل باب ۱۶ درس ۱۲ و ۱۳ میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں نے ابھی تم سے بہت سی باتیں کہنی تھیں مگر تم اب انکی برداشت نہیں کرسکتے۔ مگر جب وہ جو سچائی کی روح ہے تمھارے پاس آئیگا تو وہ تمام سچائیوں کی طرف تمھاری رہنمائی کرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ وہ سُنیگا وہی بیان کریگا۔ اور وہ تمھیں بہت سی آنیوالی باتیں بتائیگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس بیان سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم کامل نہ تھی اور بہت سی باتوں کو اُنھوں نے بیان نہیں کیا کیونکہ اُن باتوں کے بیان کرنیکا ابھی وقت نہیں آیا تھا اور انکی تعلیم میں انکے اپنے بیان کے مطابق تمام صداقتیں شامل نہ تھیں بلکہ آپنے فرمایا کہ میرے بعد ایک اور معلم آئیگا اور وہ معلم ساری صداقتوں کو بیان کریگا یعنی اسکی

٭ دیکھو متی باب ۱۰ درس ۵ و ۶

تعلیم کامل تعلیم ہوگی اور فرمایا کہ وہ اپنے پاس سے کچھ بیان نہیں کرے گا بلکہ وہی کہیگا جو کچھ وہ سُنے گا۔ جیساکہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنی یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو کچھ وہ بولتا ہے وہ وحی الٰہی ہے جو اُسکی طرف بھیجی جاتی ہے یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کے قول کے بالکل مطابق ہے۔

پادریصاحبان "سچائی کی روح" کے کچھ ہی معنے کریں مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول کے مطابق اُنکی تعلیم کامل نہ تھی اور انہوں نے بہت سی باتوں کو اسلیئے بیان نہ کیا کہ ابھی اُنکے بیان کرنیکا وقت نہیں آیا تھا اور یہ بھی انہوں نے اقرار کیا کہ اُنکی تعلیم میں ساری صداقتیں شامل نہیں ہیں پس یہ بیانات ہمارے دعوے کے ثابت کرنیکے لیئے کافی ہیں کہ انجیل کامل کتاب نہ تھی بلکہ اُسکے بعد ابھی ایک اور کتاب کی ضرورت باقی تھی جو کامل تعلیم اپنے اندر رکھتی ہو۔

پادریصاحبان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ وعدہ کسی نبی کی آمد سے پورا نہیں ہوا بلکہ اُنکی وفات کے بعد اُن کے حواریوں پر روح القدس نازل ہوئی جسکی شکل پادریصاحبان فاختہ یا کبوتر کی طرح بیان کرتے ہیں اور اُس نے مسیح کے بارہ[۱۲] شاگردوں کو کامل صداقتوں سے بھرپور کردیا۔ ہم پادریصاحبان کے اس بیان کو بخوشی قبول کرلیں گے بشرطیکہ وہ کوئی اور ایسی مثال پیش کریں جب خدائے تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیئے کسی فاختہ یا کبوتر کو ہادی بناکر زمین پر بھیجا ہو۔ جب سے خدائے تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا وہ ہمیشہ انسانوں کی ہدایت کے لیئے انسانوں کو ہی نبی بناکر مبعوث کرتا رہا اُس نے انسانوں کو تعلیم دینے کیلیئے کبھی کسی کبوتر کو نہیں بھیجا۔ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا

نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡقُرٰی (یوسف) (ترجمہ) نہیں بھیجے ہم نے تجھسے پہلے مگر مرد جنکی طرف ہم وحی نازل کرتے تھے بستیوں کے رہنے والوں میں سے۔ یعنی تجھسے پہلے جسقدر رسول آئے وہ انسان اور انسانوں میں سے مرد تھے اور ہم نے اُنکو کسی دوسرے عالم یا آسمانوں سے دنیا میں نہیں اُتارا بلکہ وہ دنیا کی بستیوں میں سے ہی منتخب کیئے گئے اور اُنپر وحی نازل ہوئی۔ قرآن شریف کے اس بیان کی ہر ایک شخص تصدیق کرے گا اور تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے مگر پادری صاحبان ہیں جو کہتے ہیں کہ نہیں ایک دفعہ خدائے تعالیٰ نے کبوتر کو بھی انسانوں کی تعلیم کے لیئے مبعوث کیا تھا اور جو باتیں حضرت مسیح علیہ السلام نے بیان نہیں کی تھیں اُن کو اُس کبوتر نے بیان کیا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا کچھ ذکر تو موجودہ اناجیل میں پایا جاتا ہے کیا پادری صاحبان نشان دے سکتے ہیں کہ جو تعلیم حضرت مسیحؑ نے بیان نہیں کی تھی اور جو روح القدس نے حواریوں کے سامنے بیان کی وہ کس کتاب یا صحیفہ میں درج ہے تا معلوم ہو کہ یہ وہ تعلیم تھی جسکو روح القدس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردوں کے پاس بیان کر کے حضرت مسیحؑ کی تعلیم کی تکمیل کی۔ پھر وہ یہ بھی بتلائیں کہ کس طرح وہ نیا معلم جو کبوتر کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے ایسے لوگوں کو تعلیم دینے کے قابل ہوا جنکو خود حضرت مسیح علیہ السلام تعلیم دے نہ سکے۔ کیا اُس میں حضرت مسیحؑ کی نسبت زیادہ طاقت اور قوت تھی کہ مسیحؑ تو اپنے کند ذہن شاگردوں کو وہ تعلیم نہ دے سکا مگر اُس نے آکر وہی تعلیم اُنہی لوگوں کو دے دی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ آنیوالا معلم انسان ہونا چاہیئے تھا کیونکہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے پاس سے کچھ بیان نہیں کریگا بلکہ جو کچھ وہ سُنے گا وہی بولے گا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ جس نے حضرت مسیحؑ کے بعد آکر لوگوں کو کامل صداقتیں سکھانی تھیں اور جنکے سیکھنے کے لیئے حضرت مسیحؑ اپنے شاگردوں میں کافی استعداد نہیں دیکھتے تھے وہ انسان تھا نہ کوئی کبوتر

کیونکہ بولنا انسان ہی کا کام ہے کسی کبوتر یا چڑیا کی نسبت بولنے کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس معلم کے آنے کی اُنہوں نے خبر دی وہ وہی نبیؐ ہے جسکے آنیکی پیشگوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب استثنار باب ۱۸۔ آیت ۱۸ میں موجود ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ مَیں اُنکے یعنی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک نبی تجھ سا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل اُنکے لیئے برپا کرونگا۔ اور مَیں اپنا کلام اُسکے مُنہ میں ڈالوں گا اور وہ اُن سے وہ تمام باتیں کہے گا جنکا مَیں اُسے حکم دونگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی اُسکی بات کو نہیں سنے گا جو وہ میرے نام میں کہیگا تو مَیں اُس سے اس کا حساب لوں گا۔

اب اگر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی کا کہ وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سُنے گا سو کہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے الفاظ سے کہ مَیں اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہے گا مقابلہ کریں تو ہم صاف اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ ہر دو نبیؐ ایک ہی شخص کی آمد کی خبر دے رہے ہیں کیونکہ دونوں نے جو کچھ اُس آنیوالے نبیؐ کی نسبت بیان کیا ہے وہ بالکل مطابق ہے اسلیئے دونو پیشگوئیوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی نسبت قرآن مجید میں لکھا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى یعنی یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا بلکہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ خدا کا کلام ہے جو اُس کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔

الغرض یوحنا کی انجیل باب ۱۶۔ ورس ۱۲ و ۱۳ سے صاف طور پر یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اُنکی تعلیم کامل نہیں اور بہت سی ایسی صداقتیں ہیں جو اُنہوں نے اسلیئے بیان نہیں کیں کہ ابھی اُنکے بیان کرنیکا وقت نہیں آیا تھا۔ اور یہ کہ اُنکے بعد ایک نبیؐ آئیگا جو کامل تعلیم لائے گا اور وہ اپنے پاس سے کچھ بیان نہیں کریگا بلکہ وہ وہی کہے گا جو وہ خدا سے سُنیگا۔ اس پیشگوئی

کے مطابق وہ نبی آیا اور جو کتاب وہ اپنے ساتھ لایا وہ انجیل کی طرح اپنے ناقص ہونیکا اقرار نہیں کرتی اور نہ اُس نے اپنے کامل یا ناقص ہونیکے متعلق سکوت اختیار کیا ہے بلکہ وہ باآواز بلند کہ رہی ہے کہ مَیں کامل تعلیم لائی ہوں چنانچہ قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ فرمایا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا* یعنی آج مَیں نے تمھارے لیئے تمھارے دین کو کامل کردیا ہے اور اتم طور پر اپنی نعمت تمھیں عطا کی ہے اور مَیں نے تمھارے لیئے اسلام کا دین پسند کیا ہے۔ جیساکہ مَیں پہلے بیان کرچکا ہوں دنیا کے نبیوں میں صرف ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ مَیں کُل دنیا کے لیئے اور کُل زمانوں کیلیئے رسول ہوکر آیا ہوں اور دنیا کی کتابوں میں سے صرف ایک قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جسنے برملا یہ اعلان کیا کہ میرے میں ساری تعلیمیں اپنے کمال تک پہنچ گئی ہیں۔ یہ اسلیئے ہے کہ دنیا میں کوئی اور نبی کُل دنیا کیلیئے کبھی مبعوث نہیں ہوا اور نہ کوئی اور کتاب کُل قوموں کے لیئے ہدایت نامہ بنکر نازل ہوئی اسلیئے کسی اور نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

قرآن شریف میں ایک اور خصوصیت ہے جو دوسری کتب مقدسہ میں نہیں پائی جاتی۔ اور جس سے قرآن شریف کا خاتم الکتب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ گذشتہ انبیاءؑ اور گذشتہ الہامی کتب کا تعلق صرف اپنی ہی قوم سے تھا اور دیگر ممالک سے اُنہیں کوئی سروکار نہ تھا اسلیئے ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کتابوں میں دوسرے ممالک کے انبیاء یا دوسرے ممالک کی کتب مقدسہ کا کوئی ذکر نہیں۔ یعنی اُن کتابوں میں یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ تم دوسرے ممالک کے انبیاءؑ پر بھی ایمان لاؤ اور اُن کتب مقدسہ کو بھی الہامی کتابیں یقین کرو جو غیر ممالک کے انبیاءؑ پر نازل ہوئیں مگر چونکہ قرآن مجید خاتم الکتب ہے اور اس نے سب سے بعد آکر کل پہلی کتابوں کی صحیح تعلیم کو اپنے اندر جمع کرکے اُنکو منسوخ کیا ہے اسلیئے ہم اس میں دوسرے ممالک کے انبیاءؑ اور غیر قوموں کی الہامی کتب کا ذکر پاتے

* مائدہ - ۱

ہیں۔ قرآن شریف بالصراحت یہ تعلیم دیتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ یعنی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کبھی نہ کبھی کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ برخلاف دوسری کتب کے۔ قرآن شریف اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ ان تمام انبیاءؑ پر ایمان لائیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں مبعوث ہوئے۔ اور فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ (مومن ۸) یعنی ہمنے تجھ سے پہلے رسول بھیجے۔ اُن میں سے بعض کا ذکر ہم نے تیرے پاس کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ پھر فرماتا ہے قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (بقرہ ۱۶) یعنی کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور ایمان لائے ہیں اُس وحی پر جو ہماری طرف اُتاری گئی اور اُس وحی پر جو ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ پر اور اُسکی اولاد پر اُتاری گئی اور ہم ایمان لائے ہیں اُس کلام الٰہی پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئی اور ہم ایمان لائے ہیں اُس وحی پر جو دنیا کے کُل نبیوں کو اُنکے رب کی طرف سے دی گئی۔ ہم اُن نبیوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اس آیت کے رُو سے اور ایسی ہی بہت سی دیگر آیات کے رُو سے ایک مسلمان دنیا کے ہر ایک نبی پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ نبی شام میں پیدا ہوا یا مصر میں یا ایران میں مبعوث ہوا یا ہند میں۔ ہم جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں ایسا ہی ہم حضرت زردشتؑ۔ حضرت کرشنؑ۔ حضرت کنفیوشسؑ اور دنیا کے دیگر انبیاءؑ کی تعظیم کرتے ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ دنیا کے کل نبیوں میں اس لحاظ سے کہ وہ خدا کے نبی ہیں کوئی فرق نہ کریں۔ ہم سب کو خدا کے الہام کا مورد یقین کرتے ہیں۔ مگر یہ تعلیم صرف قرآن شریف میں پائی جاتی ہے۔ وید کے اوراق کو ٹٹولو اسمیں کہیں اس تعلیم کا

نام و نشان نہ پاؤ گے۔ ایسا ہی بائیبل کے صفحات کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ انہیں اس تعلیم کا پتہ تمھیں کہیں نہیں ملیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن کتابوں کو بیرونی دنیا سے ... ... کوئی سروکار نہ تھا مگر قرآن مجید چونکہ کل دنیا کے لیئے آیا۔ اسلیئے اس کے لیئے ضروری تھا کہ وہ گذشتہ انبیائؑ کے بارے میں اپنی گواہی نہیں دی کہ دنیا میں اور ملکوں میں بھی نبی آئے اور خدا کا کلام نازل ہوا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ جو تعلیمیں متفرق طور پر دوسری کتابوں میں نازل کی گئی تھیں وہ سب قرآن شریف میں جمع کی گئی ہیں۔ اور بقول حضرت مسیح علیہ السلام تمام صداقتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اسلیئے اس جامع کتاب کے بعد اب کسی پہلی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی اور قرآن شریف نے دوسری قوموں کو پکارا ہے کہ تم سب اس تازہ وحی پر ایمان لاؤ جیسا یہ اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتی ہے کہ تم دنیا کے کُل انبیائؑ پر ایمان لاؤ ایسا ہی یہ دیگر انبیائؑ کے پیروؤں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور تمام نبیوں کے کمالات کا جامع مانیں اور قرآن شریف کو تمام سچّی تعلیموں کو اپنے اندر اکٹھا کرنیوالا یقین کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ (بینہ) یعنی ایک رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پاک صحیفے پڑھتا ہے جسمیں تمام درست کتابیں شامل ہیں۔ پھر فرماتا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (نساء-۵) یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمھارے لیئے کھولکر بیان کرے اور تمھیں اُن لوگوں کی راہوں کی طرف ہدایت کرے جو تم سے پہلے گذرے ہیں اور تم پر برجوع برحمت کرے اور اللہ تعالیٰ جاننا اور حکمت والا ہے۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ جو ہدایت کی راہیں پہلی قوموں کو بتلائی گئی تھیں وہ سب قرآن شریف میں جمع کی گئی ہیں۔ قرآن شریف پہلی کتابوں کی سچّی تعلیموں کا مصدق ہونے کا دعویٰ کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے اُتاری ہے۔ یہ سب برکتوں کی جامع ہے اور جو کلام الٰہی

ضرور تھا اور اس سے صرف یہی گواہی

اس سے پہلے اُتر چکا ہے اُسکی یہ تصدیق کرتی ہے۔ پھر قرآن شریف اُن غلطیوں کے ازالہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے جو مرور زمانہ کی وجہ سے دنیا کے مذاہب اور قوموں کے اعتقادات و اعمال میں داخل ہوگئی تھیں اور اُس سچی راہ کے ظاہر کرنیکا مدعی ہے جس سے لوگ دُور چلے گئے تھے۔ چنانچہ فرماتا ہے تاللہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الْیَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَهُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ یعنی خدا کی قسم البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے۔ پس شیطان نے انکے بُرے کاموں کو انکے لیئے خوبصورت کرکے دکھایا۔ پس وہی آج کے دن انکا دوست ہے اور انکے لیئے دردناک عذاب ہے۔ اور ہمنے تیرے پر یہ کتاب نہیں اُتاری مگر اسلیئے کہ جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں وہ تو کھولکر انکے واسطے بیان کردے اور یہ مومنوں کی قوم کے لیئے ہدایت اور رحمت ہے (نحل - ۸) اس آیت سے پایا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ مختلف قوموں میں رسول آئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت وہ قومیں بُرے کاموں میں لگی ہوئی تھیں بلکہ انکی حالت یہانتک بگڑ گئی تھی کہ بُرے کام اُن کو بھلے نظر آتے تھے۔ اور وہ طرح طرح کے اختلافوں میں پڑ گئے تھے۔ اور قرآن شریف اسلیئے نازل ہوا کہ انکو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرے اور انکے اختلافوں کو دُور کرے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران - ۲) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی سچا دین ہے۔ پھر فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (آل عمران ۹) یعنی جو کوئی اسلام کے سوائے کسی اور دین کی پیروی کریگا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔ ان ہر دو آیات میں یہ بیان کردیا گیا ہے کہ اگرچہ پہلے

زمانے میں مختلف نبی اور مختلف اُمتیں تھیں مگر اب زمانے کی حالت بدلگئی ہے۔ اسلیئے اب کُل قوموں پر واجب ہے کہ اس کامل مذہب کی پیروی کریں۔ اپنے پُرانے مذہبوں کو جن میں طرح طرح کے اختلافات اور غلطیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ چھوڑ کر اس تازہ وحی پر ایمان لائیں اب کل دنیا کے لیئے ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور اس وقت کے بعد اگر کوئی اپنے پُرانے مذہب پر رہیگا۔ تو اسکا مذہب قبول نہیں کیا جائیگا۔ اب بُدھ مذہب والوں کو چاہیئے کہ اپنے غلط خیالات کو چھوڑ کر اسلام کی پیروی کریں۔ ایسا ہی ہندوؤں زردشتیوں۔ مسیحیوں اور موسوی لوگوں کو چاہیئے کہ اس کتاب پر جسمیں ساری صداقتیں جمع کیگئی ہیں اور سارے اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ایمان لائیں۔ کیونکہ انکے اپنے مذہب اب مردہ ہو چکے ہیں۔ اور انہیں اسقدر جھوٹ مل گیا ہے۔ کہ حق اور باطل میں تمیز کرنا دشوار ہوگیا ہے اب نجات کی ایک ہی راہ ہے اور وہ اسلام ہے۔

قرآن شریف کی ایک اور خصوصیت جو کہ اسکو تمام دوسری الہامی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ ہے کہ اسکے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ اسکی حفاظت کروں گا۔ چونکہ یہ کُل زمانوں کے لیئے کامل ہدایت نامہ ہوکر نازل ہوا تھا۔ اسلیئے ضروری تھا۔ کہ اسکا اصل متن ہمیشہ کے لیئے خالص اور محفوظ رہے تاکہ ساری نسلیں اسکی صحیح اور اصل عبارت کو پڑھ سکیں۔ اسپر کوئی ایسا زمانہ نہیں آنا چاہیئے تھا کہ یہ پُرانی کتابوں کی طرح گمنامی کے گوشے میں چھپ جائے کسی ہاتھ کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے تھی کہ اسکے اصل متن کو گھٹائے یا بڑھائے جیسا کہ پہلی کتابوں کے ساتھ ہوا۔ اسپر کوئی ایسا زمانہ نہیں آنا چاہیئے تھا کہ اسکے مختلف اور متضاد نسخے پیدا ہو جاتے اور یہ معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ نہ رہتا کہ انہیں اصل اور صحیح نسخہ کونسا ہے اسلام پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آنا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ مسیحیت پر آیا جبکہ مسلمانوں کی کونسل کو اس بات کا فیصلہ کرنیکے لیئے جمع ہونا پڑا تاکہ قرآن شریف کے مختلف نسخوں میں سے کونسا نسخہ درحقیقت خدا کا کلام ہے اور کونسا جعلی ہے۔ تاکہ وہ بعض کو انتخاب کرتے اور بعض کو وہ رد کرتے۔ جیسا کہ مسیحی کونسلوں نے بہت سی اناجیل میں سے صرف چار کو منتخب کیا

اور باقی کو رد ہی کر دیا۔ چونکہ قرآن شریف ہمیشہ کے لیئے ایک ہدایت نامہ تھا۔ اسلیئے یہ مناسب نہ تھا کہ مسلمانوں کو ایسا فیصلہ کرنیکی ضرورتیں پیش آتیں۔ پھر کوئی ایسا زمانہ نہیں آنا چاہیئے تھا کہ اصل عربی نسخہ ہم سے گم ہو جاتا اور صرف ترجمے ہی ترجمے ہمارے پاس رہ جاتے جیساکہ مسیحیوں کے ساتھ ہوا جنکے پاس مسیحؑ کے صرف چند اقوال موجود ہیں اور وہ بھی ترجمہ کی صورت میں اور صرف ایک ہی فقرہ ہے جو اصل زبان میں ابتک موجود ہے یعنی ایلی ایلی لما سبقتانی۔ جسکے معنے ہیں اے میرے اللہ اے میرے اللہ تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ الغرض اگر قرآن شریف تمام زمانوں کیلیئے نازل ہوا تھا تو یہ ضروری تھا کہ وہ ان تمام افسوسناک مشکلات سے محفوظ رہتا جو پہلی کتابوں کو پیش آئے اور یہ ضروری تھا کہ ہر ایک زمانے کے لوگوں کے پاس خدا کا کلام ٹھیک اسی صورت میں موجود ہوتا جیساکہ وہ خدا کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اسلیئے ہم دیکھتے ہیں کہ خود قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ اس بات کا وعدہ فرماتا ہے کہ میں اسکو ہمیشہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھوں گا۔ چنانچہ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ٭۔ یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔ یہ الٰہی حفاظت کا وعدہ تمام کتب مقدسہ میں سے صرف قرآن شریف کیلیئے ہی مخصوص ہے۔ جسقدر پہلے الہامی کتابیں نازل ہوئیں انمیں سے کسی ایک کے متعلق بھی خداوند تعالیٰ نے ایسا وعدہ نہیں فرمایا۔ اسکی وجہ صاف ہے وہ کتابیں خداوند تعالیٰ نے اس لیئے نہیں بھیجی تھیں کہ وہ تمام زمانوں کے لیئے اور تمام آنیوالی نسلوں کے لیئے ہدایت نامہ کا کام دیں۔ اسلیئے انکو ہمیشہ تک محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن قرآن شریف کا یہ حال نہیں تھا یہ ایک کامل شریعت تھی تمام زمانوں کے لیئے اور تمام قوموں کے لیئے۔ اسلیئے یہ ضروری تھا کہ یہ ہمیشہ کیلیئے محفوظ رہے۔ سو خداوند تعالیٰ نے اسکی حفاظت کا خود ذمہ اُٹھایا۔ اور خدا کا یہ وعدہ عجیب طور سے پورا ہوا کُل دنیا قرآن شریف کے متن کی صحت اور حفاظت کی گواہ ہے اور جیساکہ خداوند تعالیٰ نے اب تک اسکو محفوظ رکھا ہے یقیناً آئندہ بھی اسکو محفوظ

٭ حجر-۱

رکھے گا۔ مسلمانوں کی کتاب ایسی محفوظ ہے کہ اگر اس کا ایک ایک نسخہ چن چن کر بھی تباہ کیا جائے یا جلا دیا جائے پھر بھی خدائے تعالیٰ کے کلام کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ کاغذ نہیں جو اسکو محفوظ رکھتے ہیں۔ بلکہ اسکے حروف لاکھوں انسانوں کی دلوں کی تختیوں پر کُھدے ہوئے ہیں کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جب ہزارہا ایسے لوگ موجود نہ ہوں جنکے سینوں میں قرآن شریف شروع سے لیکر آخر تک حرف بہ حرف محفوظ تھا اور قرآن شریف کے حافظ کسی ایک ملک میں محدود نہیں رہے ہیں بلکہ تمام اسلامی بلاد میں ہزاروں کی تعداد میں ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ یہ ایک خصوصیت ہے جسپر قرآن شریف اور صرف قرآن شریف فخر کرسکتا ہے۔ اور یہ عجیب حفاظت جو قرآن شریف کو ہمیشہ سے حاصل ہے اور ہمشہ حاصل رہے گی۔ اس بات کا ایک اور صریح ثبوت ہے کہ یہ کتاب تمام زمانوں کیلیئے اور تمام آنیوالی نسلوں کے لیئے ہے۔

اس امر کا ایک اور ثبوت کہ آج قرآن شریف ہی ایک کتاب ہے جسپر تمام قوموں کو کاربند ہونا چاہیئے اور قرآن شریف کے سوا اور کوئی کتاب ایسی نہیں جسپر چلنا خدا کے نزدیک انکا فرض ہو۔ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ تمام دوسری الہامی کتابوں کی زبانیں اب مردہ ہو چکی ہیں اور قرآن شریف ہی ایک الہامی کتاب ہے جسکی زبان ایک زندہ زبان ہے۔ ویدوں کی زبان سنسکرت تھی وہ مرچکی ہے بائیبل کی زبان عبرانی تھی وہ بھی مُردہ زبانوں میں شامل ہو چکی ہے۔ زندوستا کی زبان بھی مُردہ زبان ہے غرض قرآن مجید کے سوا کوئی اور ایسی کتاب موجود نہیں جسکی نسبت الہامی ہونیکا دعوےٰ کیا جاتا ہو۔ اور اسکی زبان زندہ زبان ہو۔ یہ فخر بھی تمام الہامی کتابوں میں صرف قرآن شریف کو ہی حاصل ہے۔ کہ اسکی زبان دوسری الہامی کتابوں کی زبانوں کی طرح مردہ زبان نہیں ہے بلکہ زندہ زبان ہے✤۔ خدائے تعالیٰ نے تمام دوسری الہامی کتابوں کی زبانوں کو مردہ کردیا تا یہ امر عقلمندوں کے نزدیک اس امر کا ایک نشان ہو کہ اب یہ کتابیں قابل عملدرآمد نہیں رہیں اور خدائے تعالےٰ

✤ عربی زبان کی نسبت یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کبھی یہ زبان مُردہ زبانوں میں داخل ہو جائے گی کیونکہ یہ امر ہر ایک عقلمند کے نزدیک مسلم ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید ایک زندہ جاوید کتاب ہے ایسا ہی اسکی زبان بھی زندہ جاوید رہے گی۔ مخالف بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی وجہ سے عربی زبان بھی محفوظ ہو گئی ہے۔ منہ

نہیں چاہتا کہ لوگ ان کتابوں کو پڑھیں اور انپر عمل کریں۔ بلکہ آج وہی ایک الہامی کتاب قابل پیروی ہے جسکی زبان زندہ زبان ہے۔ اگر خدائے تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ لوگ مثلاً دیدیا پارسی ژند وستا پر عمل کریں تو وہ ہرگز انکو گمنامی کے تاریک گوشے میں نہ پھینکتا اور انکی زبانوں کو موت کا مزہ نہ چکھاتا۔ یہ کتابیں اب مردہ کتابوں میں شامل ہو گئی ہیں اور لوگوں پر کوئی زندہ اثر نہیں ڈال سکتیں۔ خدائے تعالیٰ نے اسلام کو زوال سے محفوظ رکھنے کے لیئے ایک اور سامان بھی کیا ہے۔ صرف قرآن شریف کے الفاظ کا محفوظ رہنا اسلام کو زوال سے بچا نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ باوجود کتاب کے موجود ہونیکے لوگ مذہب سے غافل اور لاپروا ہو سکتے تھے اور آہستہ آہستہ قرآن شریف کی تعلیم کو بھلا کر اور اُس کے احکام پر عمل نہ کرکے راہ راست سے دُور جا سکتے تھے اس لیئے خداوند تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایسے معلم کھڑے کرتا رہے گا جو اسلام کی صحیح تعلیم ہمیشہ تازہ کرتے رہیں اور لوگوں میں روحانی زندگی از سر نو پھونک کر اُن کے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں گے تا مرور زمانہ کی وجہ سے جو غفلت لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہو اُسکا علاج ہوتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدائے تعالیٰ ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اُس زمانہ میں دین کی تجدید کرے گا۔ خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں مندرجہ ذیل وعدہ دیتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (نور-۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو تم میں ایمان لانیوالے اور نیک عمل کرنیوالے ہیں کہ البتہ خلیفہ بنائیگا انکو زمین میں جس طرح کہ اُس نے خلیفہ بنایا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے اور البتہ استحکام دے گا اُنکے لیئے اُنکے اُس دین کو جو اُس نے اُن کے لیئے پسند کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں خداوند تعالیٰ مسلمانوں سے وعدہ کرتا ہے کہ جس طرح اُن سے پہلی اُمت یعنی بنی اسرائیل میں خدائے تعالیٰ نے انبیاء بھیجے جو حضرت موسیٰ کے خلیفے تھے اسی طرح وہ اس اُمت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلفاء بھیجے گا۔ ایک اور آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (مزمل) یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے جیساکہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ اس آیت میں بانئے اسلام علیہ الف الف سلام کو موسوی شریعت کے بانی علیہ السلام سے مشابہت دی گئی ہے اور آیت استخلاف میں جو اوپر لکھی جا چکی ہے محمدی سلسلہ کو موسوی سلسلہ سے مشابہت دی ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح موسوی سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء پیدا ہوتے رہے اسی طرح میرا وعدہ ہے کہ میں محمدی سلسلہ میں خلفاء مبعوث کروں گا۔ چنانچہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت یوشعؑ بن نون کھڑے کیئے گئے اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکے قائم مقام اور آپکے خلیفہ بنائے گئے اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آخری اور عظیم الشان خلیفہ حضرت مسیح علیہ السلام تھے اسی طرح خدائے تعالیٰ نے اُمّت محمّدیہ میں ایک عظیم الشان خاتم الخلفاء کی خبر دی اور اُسکو وہی خطاب دیا جو موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ کا خطاب تھا تا موسوی سلسلہ اور محمّدی سلسلہ کی باہمی مشابہت ظاہر ہو۔ اور اس خاتم الخلفاء کی نسبت فرمایا کہ وہ اُمّت محمّدیہ میں سے مسلمانوں کا ایک امام ہوگا۔ جسکو شک ہو وہ صحیح بخاری میں امامکم منکم پڑھ لے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اپنے وقت میں اپنے نشانات کے ساتھ پوری ہو چکی ہے اور خدائے تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدہ کے مطابق احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کرکے اور اُسکی صداقت کے سارے نشانات کو پورا کرکے اپنی پیشگوئی کو سچّا کیا۔ یہ وہی احمدؑ ہے جس کا ذکر اس مضمون کے اثنا میں اختصاراً کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ خلفاء کا خداوند تعالیٰ نے اسلیئے قائم کیا ہے کہ مذہب اسلام میں زوال نہ آئے۔ ایسے خلیفے قیامت تک اسلام میں پیدا ہوتے رہیں گے اور جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے

بشارت دی کوئی صدی اسلامی مجدد کے وجود سے خالی نہیں جائیگی تا اس کامل کتاب کی تعلیم جو کل آنیوالی نسلوں اور دنیا کی کل قوموں کیلیئے نازل کیگئی تھی اور جسکو دنیا کے کونوں تک پہنچانے کیلیئے خدائے تعالیٰ نے کل دنیا کو ایک ملک کے حکم میں کردیا ہے ہمیشہ تازہ ہوتی رہے تا یہ مذہب زوال سے محفوظ رہے۔

اس بیان سے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ اب آئندہ کوئی نئی شریعت نازل نہ ہوگی اور کوئی ایسا نبی دنیا میں نہیں آئیگا جو قرآن شریف کی شریعت کو منسوخ کرنیکے لیئے آئے چونکہ پہلی مقامی شریعتوں کے لیئے منسوخ ہونا مقدر تھا اسلیئے خدائے تعالیٰ نے اُن الہامی کتابوں کو ہی یا تو گمنامی کے تاریک کوؤں میں ڈالدیا یا وہ کتابیں انسانی دست برد سے محرف مبدل ہوگئیں تاکہ یہ امور اُن کتابوں کے منسوخ ہونے کیلیئے بطور الٰہی شاہد کے ہوں مگر چونکہ قرآن شریف ایک دائمی اور عالمگیر شریعت ہے اسلیئے خداوند تعالیٰ نے ابتدا سے ہی ایسے سامان کردیئے کہ یہ کتاب ہمیشہ کیلیئے محفوظ رہے۔ اسکے الفاظ کی حفاظت کے لیئے قرار بنا دیئے اور اسکی معنوی حفاظت کے لیئے خلفاء مقرر کردیئے تا یہ کتاب ہر طرح اور ہر رنگ میں محفوظ چلی آئے۔ اور اُسکی یہ دائمی حفاظت اس امر کے لیئے ایک الٰہی شہادت ہے کہ یہ کتاب انسان کی نسل کیلیئے ایک دائمی شریعت لائی ہے۔ اب اسکے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا صاحب شریعت نبی نہیں آئے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ آیندہ خدائے تعالیٰ کسی انسان سے کبھی کلام بھی نہیں کرے گا۔ کیونکہ برگزیدوں سے کلام کرنا اُسکی ایک لازوال صفت ہے جو کبھی دُور نہیں ہو سکتی۔ کامل شریعت کے آنے سے یہ مراد نہیں کہ آیندہ کے لیئے الٰہی انعامات کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ دروازہ ہمیشہ کھلا ہے مگر یہ انعام اب صرف قرآن مجید کی سچی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس انعام کے لینے کے لیئے ایک ہی دروازہ ہے اور وہ اسلام کا دروازہ ہے اب سوائے اس دروازہ کے اور

کسی راستے سے یہ انعام نہیں مل سکتا اور یہ امر بھی اس بات کی ایک آلہی شہادت ہے کہ آج روئے زمین پر ایک ہی مذہب ہے جو خدائے تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہے اور وہ اسلام کا مذہب ہے۔ اسلام میں ہمیشہ اس انعام کے حاصل کرنیوالے موجود رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی خدائے تعالیٰ نے ایک کامل انسان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل غلام پیدا کیا جسکو اپنے مکالمات کے شرف اور نبوت کے انعامات سے مالا مال کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ آج اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ ایسے لوگوں کا اسلام میں ہی پیدا ہونا اور دوسرے مذاہب کا ایسے مقدس اور ملہم نفوس سے خالی ہونا اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ آج اسلام کے سوا اور کوئی مذہب زندہ نہیں سب مذاہب مر چکے ہیں۔ سب ندیاں خشک ہو چکی ہیں اور اسلام ہی ایک مذہب ہے جسکے روحانی برکات جاری ہیں۔ اگر آج نبوت کے برکات کسی پاک انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لیئے مُہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مُہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ غرض نبوت کے برکات بند نہیں ہوئے بلکہ اب بھی ایسے ہی حاصل ہو سکتے ہیں جیسی کہ پہلے حاصل ہوتے تھے مگر اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا کیونکہ شریعت قرآن مجید کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے جو خاتم النبیین کی اتباع کا سرٹیفکیٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ پس سردار صاحب موصوف کا یہ کہنا درست نہیں کہ ہر ایک شریعت ایک زمانہ کے بعد بدل جاتی ہے بے شک پہلی شریعتیں ایک خاص زمانہ کے لیئے اور خاص قوموں کے لیئے تھیں مگر انہوں نے نہ کامل ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ اُن شریعت کے لانیوالوں نے اپنے تئیں کُل دنیا کے لیئے رسول ظاہر کیا۔ اُن کا کام اپنی اپنی قوم کی وقتی اصلاح تھا اور اُن کتابوں نے محرف و مبدل ہو کر یا گمنامی کی تاریکی میں داخل ہو کر اور اُن زبانوں نے جن میں وہ نازل ہوئی تھیں موت کا مزہ چکھ کر اس بات کی خود ہی شہادت دے دی کہ اب دنیا کو اُنکی ضرورت

نہیں رہی کیونکہ اب کامل شریعت اور کُل دنیا کا نبی اپنے وقت پر آچکے ہیں اور اب ہر ایک فیض اسی کامل نبیؐ کے ذریعہ حاصل کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس کہ ان مُردہ کتابوں کے حامی مدعی سست گواہ چست کا مصداق بنکر ان مُردہ کتابوں کو پھر دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں اور اُنکی نسبت ایسے ایسے دعادی پیش کرتے ہیں جو خود ان کتابوں نے پیش نہیں کیئے۔ مگر قرآن شریف کا یہ حال نہیں۔ ہم اُس کی طرف سے خود کوئی دعوے نہیں گھڑتے بلکہ ہر ایک دعویٰ وہ خود دنیا کے آگے پیش کرتا اور کُل دنیا کو اپنے پر ایمان لانے کے لیئے خود دعوت دیتا ہے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ریویو

رسالہ ترکیب بند صادق :- اس رسالہ میں لائق مصنف نے مختلف انگریزی فرانسیسی اور فارسی تاریخ کی کتابوں سے اہل عرب کو جمیع علوم و فنون کا سرچشمہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے اور جہانتک ہمنے اس رسالہ پر غور کیا ہے مصنف صاحب اپنے ارادے میں بہت کامیاب ہوئے ہیں۔ رسالہ مذکور عام فہم نظم میں مع حواشی مفصل بزبان اردو سلیس ہے۔

۵۰ صفحے کا رسالہ ہے قیمت ۴؍

رسالہ صمصام الحق :- اسمیں مصنف موصوف نے خلفاء کرامؓ کی خلافت کا ثبوت اہل تشیع کی معتبر کتب سے بالتفصیل نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ دیا ہے۔ عبارت برجستہ اردو سلیس حوالجات مفصل مع ترجمہ صفحہ ۷۵

سیف اللہ القہار علیٰ رؤس الاشرار :- مصنف مذکور نے اس رسالہ میں شیعہ صاحبان کے باطل عقائد مثلاً تقیہ اور نجوم اور دیگر ایسے لچر عقائد کی مختصر طور پر مگر عمدہ پیرائے میں مہذبانہ تردید کی ہے قرآن کریم سے استدلال پکڑا ہے۔ ۲۰ صفحے کا رسالہ ہے۔

یہ ہر سہ کتابیں سید محمد صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و ایڈیٹر اخبار اٹاوہ پنچ و رسالہ صبح صادق۔ اٹاوہ مصنف کتب مذکور بالا سے مل سکتی ہیں۔

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ

مدرسہ تعلیم الاسلام - ۱۸ - ۱۹ جون کو جناب اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور نے سکول کا معائنہ لیا جس کا خلاصہ ناظرین کی آگاہی کیلیئے درج کیا جاتا ہے۔ "میں نے ۱۸ و ۱۹ جون کو مدرسہ ہذا کا یکایک معائنہ کیا اور کام کو اکثر صورتوں میں قابل اطمینان طور پر رواں پایا۔ گذشتہ سالانہ معائنہ سے تعداد طلبار میں ۷۶ کی ترقی ہوئی ہے میرے پہلے روز کے معائنہ پر ۲۸۱ میں سے ۲۴۴ طلبار حاضر تھے۔ موجودہ عمارت مدرسہ و بورڈنگ کی روز افزوں تعداد کیلیئے ناکافی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ کی عمارت زیر تعمیر ہے اور مدرسہ کے لیئے شاید دوسرے سال شروع کیجاویگی جو زمین مدرسہ اور بورڈنگ کے لیئے خریدی گئی ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور موزون جگہ پر ہے۔ سامان مدرسہ کافی ہے۔ گذشتہ معائنہ کے بعد کچھ چیزیں ایزاد کیگئی ہیں۔ عملہ میں ۱۴ مدرسین ہیں۔ جنمیں سے گیارہ سند یافتہ ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مینجر کا انتظام اچھا ہے۔ جسمانی ورزش پر کافی توجہ ہوئی ہے۔ اور لڑکوں کی حرکات عموماً قواعد اور مارچنگ میں یکساں نہیں ضبط میرے معائنہ کے وقت اچھا تھا اور لڑکے اسکے پابند معلوم ہوتے تھے۔ سکول کے لگنے کا وقت مجھے قابل اطمینان معلوم ہوا۔ خاتمہ پر میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ موجودہ ہیڈ ماسٹر مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی کے ماتحت اچھی ترقی پر ہے۔ وہ ایک خلیق شریف آدمی ہیں اور ان کو اپنے ماتحتوں سے رضامندی کے ساتھ کام لینا خوب آتا ہے۔"

مدرسہ کی ایڈ میں سال رواں کے ابتدار سے بہ سبب عمدہ نتائج ہونیکے زیادتی ہوئی تھی یعنی دو سو روپے ماہوار کے قریب امداد ملنی منظور ہوئی تھی مگر فنڈ ڈسٹرکٹ بورڈ میں عدم گنجایش کے باعث اپریل گذشتہ سے بند ہو گئی تھی۔ جسپر ہائی سکول اور اسکی شاخوں کی ضروریات تعلیم کے اظہار اور اس حکم پر نظر ثانی کرانے کیلیئے ایک ڈیپوٹیشن بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور گیا۔ اور ایسا ہی ایک میموریل بخدمت ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم بھیجا گیا۔ جنکی مہربانی اور توجہ سے امداد کا ڈسٹرکٹ فنڈ سے ملنا بحال ہو گیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ آیندہ کے لیئے صاحب ڈائرکٹر یہ امداد پراونشل

فنڈ سے دلاکر احمدی قوم کو ممنون فرماویں گے۔

مولوی صدرالدین صاحب بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر مدرسہ کی سابق رخصت ختم ہوگئی تھی مگر صاحب ڈائرکٹر صیغہ تعلیم نے جو اس مدرسہ کی طرف ہمیشہ خاص توجہ فرماکر احمدی قوم کو مشکوری کا موقعہ دیتے رہے ہیں جناب مولوی صاحب موصوف کی رخصت میں توسیع منظور کی ہے۔ مجلس معتمدین صاحب ڈائرکٹر کی اس مہربانی کے لیئے بہت شکر گذار ہے۔

گذشتہ ایام میں موضع سیکھواں میں پلیگ پڑی تھی جس سے کئی ایک طلبار مرگئے اسوجہ سے تعداد اسقدر کم رہ گئی تھی کہ اسکے لیئے علیحدہ شاخ رکھنے کی ضرورت نہ تھی اسلیئے یکم جون سے شاخ سیکھواں کو شاخ "تلونڈی کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔

۱۶-جولائی سے ۳۱-اگست تک ڈیڑھ ماہ کے لیئے سکول بوجہ موسمی تعطیلات بند کیا گیا ہے تمام طلبار اور اساتذہ کو یکم ستمبر کو سکول میں حاضر ہوجانا چاہیئے۔ حسب دستور سابق طلبار کو سکول کے وصولی چندہ کیلیئے رسیدات اور سندات مطبوعہ دی گئی ہیں۔ ایک رسید کتاب میں رہے گی دوسری چندہ دہندہ کو دیجاوے گی۔ سند پر صدر انجمن کی مہر دستخط سکرٹری صدر انجمن۔ اور ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ مدرسہ احمدیہ ثبت کیئے ہیں۔ جماعت کو چاہیئے کہ اس موقع پر طلبار کی امداد کرے اور انکی حوصلہ افزائی کرکے انکو دینی کاموں میں مزید حصہ لینے کا شوق دلاویں۔ سکول کے ہندو طلبار نے بھی یہ سندات وغیرہ حاصل کی ہیں۔

تعمیر۔ اگرچہ برسات کا موسم اس دفعہ پہلے ہی شروع ہوگیا ہے اور تعمیر کا کام جس رفتار سے جاری تھا اس میں کسی قدر روک پڑگئی ہے۔ مگر سکول۔ بورڈنگ اور مدرسہ احمدیہ کے ضروریات نے ایسا مجبور کیا ہے کہ کام بند نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اُس رفتار پر جاری رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ سکول کے موجودہ کمرے طلبار کی روزمرہ بڑھتی ہوئی تعداد کے لیئے بالکل ناکافی ہیں بڑی تنگی سے لڑکوں کو کمروں میں بٹھایا جاتا ہے جیساکہ انسپکٹر صاحب نے اپنے معاینہ میں بھی ریمارک کیا ہے۔ ادھر مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ ہوس کے

لیئے بھی کمرے ناکافی ہیں۔ اسلیئے بہت ضروری ہے کہ جس طرح سے بھی ہوسکے موسمی تعطیلوں میں باہر کمرے طیار ہوجاویں اور طلبار کی واپسی پر کم ازکم بورڈنگ ہوس باہر آجاوے تاکہ بورڈنگ کے موجودہ کمروں میں وہ جماعتیں جنمیں طلبار کی تعداد خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہے اور چالیس چالیس تک لڑکے ہیں۔ کھلے کمروں میں بٹھائی جاسکیں۔ مگر یہ سب کام جماعت کی ہمت پر موقوف ہے۔ اگر چندہ تعمیر کی طرف کافی توجہ کی گئی جیسے کہ پہلے بذریعہ سرکلر لکھا گیا ہے تو امید ہے انشاراللہ تعالیٰ بہت سا حصّہ کام کا جلد تیار ہوجاویگا جس سے طلبار کو موسمی تعطیلات سے واپسی پر آرام ہوجاوے اور ایک گونہ تکلیف رفع ہوجاویگی۔

تبلیغ۔ گذشتہ ایام میں شیخ غلام احمد صاحب اضلاع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندھر اور گورداسپور کے متفرق مقامات میں وعظ کے لیئے گئے۔ اب انجمن سیالکوٹ کی درخواست پر شیخ صاحب کو سیالکوٹ بھیجا جانا تجویز ہوا ہے اور وہ عنقریب اس دورہ پر تشریف لے جانیوالے ہیں۔ احباب ضلع سیالکوٹ کو چاہیئے کہ ہر طرح سے انکی امداد کریں۔

انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ قواعد صدر انجمن احمدیہ قاعدہ نمبر ۷ کے ضمن ۵ کے اغراض کے لیئے حسب منشار قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ نمبر ۱۷ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو مجلس معتمدین نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۹۔ جون میں قواعد کی پابندی اور باقاعدہ کارروائی کرنیکے باعث سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے۔ جسکی رو سے انجمن مذکور کو مجلس معتمدین کے لیئے بوقت ضرورت ممبر منتخب کرنیکا حق حاصل ہوگا افسوس ہے کہ سَو سے زیادہ انجمنوں میں سے صرف ایک انجمن کا کام ابتک اس قابل اطمینان حالت کو پہنچا ہے جو انجمنوں کے قائم کرنے میں مجلس معتمدین کا منشار تھا۔ امید ہے کہ دوسری بڑی بڑی انجمنیں ضرور اس طرف توجہ کریں گی۔

مساکین۔ علاوہ متفرق امداد کے ۱۲ عدد ماہوار کے وظائف طلبار کو بیرونی کالجوں میں امسال مجلس معتمدین نے دینے منظور کیئے ہیں۔

زکوٰۃ۔ اس مد کی طرف میں اسوقت خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ

یہ ایک خاص موقعہ ادائگی زکوٰۃ کا ہے۔ زکوٰۃ سے بہت سے ضروری کام اسوقت ہورہے ہیں۔ کئی نو مسلموں کی امداد اس سے ہوئی ہے۔ بہت سے لوگوں کو جو حاجتمند ہوتے ہیں زاد راہ دینے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ بھی زکوٰۃ کی مد ابناء السبیل سے پوری ہوتی ہے اور متفرق امداد اہل حاجت کو دیجاتی ہے بلکہ بعض وقت مدرسہ احمدیہ کے لیئے اصل میں گنجائش نہ ہونیکی وجہ سے زکوٰۃ سے ہی بعض طلباء کو وظائف دینے پڑتے ہیں۔ غرضیکہ بہت سے ضروری کام زکوٰۃ کے روپے سے ہورہے ہیں اسلیئے مَیں جملہ انجمنوں کو اور جملہ احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ زکوٰۃ کا روپیہ جسقدر ہو سکے ارسال فرماکر ممنون فرمادیں۔

ایک جھوٹے بابی مدعی کی پردہ دری

یہ سُنّت اللہ چلی آئی ہے کہ سچّے نبیوں کے ساتھ ہی جھوٹے مدعی بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں تا کہ خلق خدا جھوٹے کی ہلاکت سے سچّے نبی کی صداقت کو پہچان سکے اللہ تعالیٰ سچّے نبیوں کی حمایت کرتا اور انکی تائید میں بڑے بڑے نشانات دکھاتا ہے جب تک وہ اپنے فرض منصبی کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچاتے دنیا سے رخصت نہیں ہوتے۔ بڑے زور شور اور سرگرمی سے انکی مخالفت کیجاتی ہے اور ان کے دشمن انکو تباہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے لیکن وہ خدا جسکی طرف سے وہ مامور ہوتے ہیں اپنے زبردست ہاتھ سے انکی مدد کرتا ہے اور اسکا دردناک عذاب انکے دشمنوں کو ہلاک کر دیتا ہے انکے دیکھا دیکھی جھوٹے مدعی بھی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف اسلیئے کہ تا وہ اپنی عبرت انگیز ہلاکت سے سچّے نبیوں کی صداقت کی شہادت دیں۔ جھوٹے مدعیوں کا ظہور لوگوں کو موقعہ دیتا ہے تا وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کریں اور راستباز کو کاذب کی مدد سے پہچانیں مثلاً ان لوگوں نے جنھوں نے حضرت مسیح ناصری کو پایا اور دیکھا انہوں نے اور جھوٹے مسیح بھی دیکھے۔ اسی طرح

ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانے میں بھی کم از کم تین جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوئے لیکن خدا نے جھوٹوں کو ہلاک کیا اور رسول کریم صلعم کو نمایاں فتح عطا فرمائی۔ یہ عجیب بات ہے کہ عرب کے جھوٹے مدعیوں نے ابتدائے دعوٰی میں کثیر التعداد مرید بنا لیے بلکہ بہت سی قومیں یک لخت انکے دعوٰی کرتے ہی انکے پاس جوق در جوق آنے لگ گئی تھیں لیکن اسقدر بیشمار مریدوں کے ہوتے بھی اللہ تعالیٰ نے انکو سخت ذلیل کیا اور انکو شرمناک انجام دکھایا۔ برخلاف انکے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تن تنہا تھے آپکی اپنی قوم آپکے برخلاف ہوگئی اور آپکے پیرو جو بہت ہی قلیل التعداد اور وہ بھی غریب تھے سخت بیرحمی سے ستائے گئے اور طرح طرح کے دکھوں میں مبتلا کیے گئے جن دکھوں کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ انکو اپنے پیارے وطنوں اور عزیز و اقارب کا داغ جدائی سینوں پر لگا کر ہجرت اختیار کرنی پڑی۔ دشمنوں نے اسلام کو جڑھ سے اکھیڑنے میں ناخنوں تک زور لگایا بلکہ انہوں نے رسول کریم صلعم پر خونی حملہ کرنے کی نیت سے ایک شب آپکے گھر کا محاصرہ کر لیا اگرچہ آپکے راستے میں اسقدر رکاوٹیں تھیں تاہم جبتک کہ آپ کو بے نظیر اور عالیشان کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ آپکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف نہیں اٹھایا وہ تن تنہا واعظ اس دنیا سے رخصت نہ ہوا جبتک کہ تمام خطۂ عرب نے آپکو سچا نبی نہ مان لیا۔ لیکن وہ جو بڑی تعداد کے ساتھ آئے اور ظاہر بین کی نظر میں انکو کامیاب ہونیکا ایک موقعہ حاصل تھا خدا کے زبردست ہاتھ نے انکو سطح زمین سے بالکل مٹا دیا۔ یہ اسلیئے ہوا تا لوگ جھوٹے اور سچے نبیوں میں امتیاز کر سکیں اور جان لیں کہ رسول کریم صلعم کی وہ شاندار اور لاثانی کامیابی تعداد کی کثرت کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خدائے تعالیٰ کی تائید سے حاصل ہوئی۔ ایسا ہی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعودؑ بھی ایسی شہادتوں کے بغیر نہیں رہے چونکہ وہ اپنے مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام دنیا کے لیئے مامور ہوکر آئے تھے اسلیئے آپکی شہادتیں بھی ایک براعظم یا ایک ملک تک محدود نہیں رہیں بلکہ جیسے آپکے نشانات دور دراز براعظموں میں دیکھے گئے ویسے ہی آپکے گواہ دور کے ملکوں اور شہروں میں ظاہر ہوئے۔ میں یہاں

ان گواہوں کا ذکر نہیں کرونگا جو ہندوستان میں جھوٹے مدّعیوں کے لباس میں ظاہر ہوئے مَیں صرف ان دو کا ذکر کرونگا جو امریکہ میں پیدا ہوئے۔ ایک انہیں سے ڈاکٹر ڈوئی شکاگو کا رہنے والا تھا جس نے الیاس کا مثیل ہونیکا دعوی کیا۔ دنیا اس مفتری کے دردناک انجام سے بخوبی واقف ہے وہ اپنے شہر سے نکالا گیا اُسکے پیرو اور بیوی اور بیٹے اس سے برگشتہ ہوگئے اور وہ مفلوج اور آخر میں پاگل ہو کر مرگیا۔ اسکی موت صرف موجودہ نسل کے لیے نہیں بلکہ تمام آیندہ نسلوں کے لیے عبرت کا مقام ہے اس نے اپنے نمونہ سے یہ دکھایا کہ جھوٹے نبی ایسے ہوتے ہیں تا دنیا اسکے ذریعہ اس زمانے کے سچّے مسیح کو پہچان سکے۔

حال کے ایک امریکن اخبار ایک اور نئے مدعی نبوت کی خبر دیتے ہیں اسکا نام ہنری کلیٹن ٹامسن ہے جو امریکہ کے بابی فرقہ کا ایک جھوٹا نبی ہے تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اُس نے یہ ظاہر کیا کہ مَیں خدائے تعالٰی کی سلطنت کا ایک خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور میرا یہ کام ہے کہ موجودہ نسل کو تمام راستیوں کی حقیقت سے آگاہ کروں۔ اور مجھے عبدالبہا کی طرف سے جو بہائی فرقہ کا بانی ہے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ مَیں ایک نئے فرقے کی بنا ڈالوں۔ اُس نے کہا میرے خدا کا نام ذان ذھوم ہے اور یہ کہ ذان ذہوم ہی تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آخر میں اُس ذان ذہوم نامی خدا نے مجھے یعنی ٹامسن صاحب کو مبعوث کیا ہے۔ مجھے الٰہی پیغام ایسٹل نامی روح کے ذریعہ پہنچتے ہیں اور ایسٹل ملاءِ اعلیٰ کا ایک ممبر ہے۔ مگر اس مفتری کو یہ دعوی کیئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُس کا افترا طشت از بام ہوگیا۔ وہ روح جسکا نام ایسٹل تھا ایک عورت کی شکل میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کے دفتر میں ظاہر ہوئی اور اُس نے یہ ظاہر کیا کہ ذان ذہوم کا نام میرا ہی تجویز کردہ ہے اور ٹامسن صاحب کے الہامات میرے دماغ ہی کی ساخت ہیں۔ اس عورت کا نام مسز ایسٹل ایم ہیملے ہے۔ وہ یہ بھی کہتی ہے کہ ٹامسن نبی کے الہامات کی تختیاں

میرے ہاتھ کی تحریریں ہیں۔ میں اپنے باورچی خانہ میں کھانا پکاتے وقت اُنکو لکھا کرتی تھی۔ میں چند پرانی مشرقی کتابوں کو لیکر اُنمیں سے چند فقرے کچھ یہاں سے اور کچھ وہاں سے لیکر اُنکو جمع کر لیتی تھی۔ میں نے ٹامسن صاحب کو یہ بھی یقین دلایا کہ ایک مشرق کے بزرگ مغل نے تیرے آنیکی خبر دی ہے اور یہ پیشگوئی کی ہے کہ تُو دنیا کے لیئے نجات دینے والا ہوگا۔ اور ٹامسن نے مجھ سے ایک دن کہا کہ اب مجھے یقین ہوگیا کہ جسکو بائیبل میں یہوواہ کہتے ہیں وہ اصل میں ذان ذہوم ہی ہے۔ مَیں نے بعد میں اُسکے دھوکہ کو دُور بھی کرنا چاہا اور اُس کے سامنے اس امر کا اقرار کیا کہ مَیں نے تجھے دھوکہ دیا تھا مگر اُسکو میری بات پر یقین نہ آیا۔ ذان ذھوم کا نام مَیں نے ایک بازار کی گاڑی پر ایک اشتہار کو پڑھکر تجویز کیا۔ ایک رات ٹامسن نبی میرے پاس اپنے چند پیروؤں کے ہمراہ آیا اور ہم نے وہ شام ذان ذہوم کی یاد میں گذاری۔ ہم نے کچھ پھل اور شراب میز پر اپنے سامنے رکھے مگر کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا تاکہ ہم نفس کُشی کی مشق کریں۔ ہم میں سے کسی نے اتفاقاً ٹامسن نبی پر کچھ شراب گرا دیا۔ اسپر ٹامسن صاحب نے بڑے وثوق کے ساتھ فرمایا کہ یہ شراب کا گرنا اس امر کا نشان ہے کہ میرا خون گرایا جائے گا اور میری موت ایک شہید کی موت ہوگی۔

جب ٹامسن نبی کے بابی شاگردوں کو یہ کُل ماجرا جو مسز ایسٹل نے اخباروں کے ذریعہ شائع کیا ہے معلوم ہوا تو وہ بہت غضب میں آگئے اور ٹامسن نبی کے برخلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا مگر ٹامسن نبی نے اس جوش کو یہ کہکر فرو کر دیا کہ تم ایک لعنتی اور پلید نسل ہو۔

اب پادری صاحبان کیلیئے غور کا مقام ہے۔ جو جھوٹے نبی غیروں کی امداد سے الہامات بنا کر اُنکو بطور وحی الٰہی کے شائع کرتے ہیں اُنکی اسی طرح پردہ دری ہوتی ہے جس طرح کہ امریکہ کے بہائی فرقہ کے جھوٹے نبی مسٹر ٹامسن صاحب کی ہوئی ہے۔ کاش کہ پادری صاحبان کو عقل سلیم سے کچھ حصّہ حاصل ہوتا تا وہ ایسے نمونوں سے سبق حاصل کرتے۔

ریویو

اسلام کا گر۔ نجات کی حقیقت مؤلفہ شیخ رحیم بخش صاحب راجپوت نومسلم واعظ اسلام۔ اس میں شیخ صاحب نے اپنی وہ مفید خط و کتابت جو انکو اور اُنکی اہلیہ مرحومہ کو مسیحی مذہب ترک کرنے کے وقت عیسائی مشنریوں سے پیش آئی بتفصیل درج کی ہے اور مشنری اعتقاد کا خوب قلع قمع کیا ہے۔ اس خط و کتابت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح پادری صاحبان خلق خدا کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں قیمت ۱؎

یرمیاہ نبی کی پیشگوئی شیخ صاحب موصوف نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس پیشگوئی کا صادق آنا مدلل تقریر سے ثابت کیا ہے اور ساتھ ہی عیسائیوں کے خیالی اور وہمی کفارے کا ابطال بھی کیا ہے قیمت ۸؎ یہ دونوں کتابیں مؤلف سے حسب

اولی الامر۔ مؤلفہ قاضی غلام محی الدین اخگر ایڈیٹر العزیز بٹالہ مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ مذہب اسلام کے رو سے حاکم وقت کی اطاعت فرض ہے حاکم و محکوم کے احکام کے بیان کے علاوہ سلطنت برطانیہ کی برکات کو نظم و نثر میں بیان کیا گیا ہے قیمت ۱؎

پولیٹیکل قاعدہ یا امن کی ابجد۔ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی موجد مفرح عنبری حویلی کابلی مل لاہور اس میں مؤلف موصوف نے سی حرفی کی طرز پر مگر دلچسپ نثر میں اطاعت حکام وقت اور شورش سے بچنے کے متعلق مفید ہدایات دی ہیں اور بہت سی تعداد میں مفت تقسیم کر کے سلطنت برطانیہ کی ایک وفادارانہ خدمت کو ادا کیا ہے۔

مذہب منصوری۔ مصنفہ محمد منصور علی صاحب۔ اس کتاب میں مصنف نے خدا تعالےٰ کی ہستی اور نبوت حضرت ختم المرسلینؐ اور دیگر مسائل کے ثبوت میں بہت سے عقلی دلائل پیش کیے ہیں۔ قیمت ۸؎ صفحہ ۱۲۴ پتہ ذیل سے مل سکتی ہے حکیم منصور علیخاں سرائے بوہرہ حیدرآباد دکن۔

الناظر۔ یہ رسالہ لکھنؤ سے ماہوار شائع ہوتا ہے اسمیں علمی اور تاریخی مضامین عمدہ پیرائے میں نکلتے ہیں۔ اردو لٹریچر کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ کاغذ اور چھپائی عمدہ اور صاف ہے۔ قیمت عہ سالانہ دفتر رسالہ الناظر فلاور ملز لکھنؤ سے ملتا ہے۔